خلاصہ وتسہیل

فصد اِنبیل

مُصنّفہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تلخیص وتشریح

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مفتیٔ اعظم پاکستان

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

www.ahnafmedia.com

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ

خلاصہ و تسہیل

قَصْدُ السَّبِیْل

مصنفہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ

تلخیص و تشریح

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مفتی اعظم پاکستان

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

www.ahnafmedia.com

فہرستِ مضامین

تصوف وطریقت کے متعلق عام غلط فہمیاں ۵

پہلی ہدایت شریعت وطریقت کے بیان میں ۱۰

دُوسری ہدایت توبہ کے بیان میں ۱۴

توبہ کی حقیقت اور اُس کا طریقہ ۱۵

حقوقِ واجبہ کی ادائیگی ۱۶

حقوق العباد ۱۸

تیسری ہدایت علمِ دین حاصل کرنے کے بیان میں ۲۰

چوتھی ہدایت مرشد کی ضرورت اور اُس کی پہچان ۲۱

پیرِ کامل کی پہچان ۲۲

پانچویں ہدایت پیری مریدی کا مقصد ۲۴

بیعت اور پیری مریدی کی حقیقت ۲۸

چھٹی ہدایت مرید کے لئے دستور العمل ۳۰

دستور العمل اس شخص کا جو عالم نہیں اور دُنیا کے کام سے
بے فکر نہیں ہے ۳۱

www.ahnafmedia.com

دستور العمل اس شخص کا جو عالم نہ ہو اور دُنیا کے کام سے بے فکر ہو ۳۳
دستور العمل اس عالم کا جو دینی یا دُنیوی کام میں لگا ہو... ۳۵
دستور العمل خاص اُس عالم کا جو کام میں لگا ہوا نہ ہو.... ۳۶
مراقبۂ موت ۴۰
نسبتِ باطنی ۴۵
ساتویں ہدایت دِلجمعی کے بیان میں ۵۰
آٹھویں ہدایت اختیاری اور غیر اختیاری اعمال کے متعلق ۵۳
نویں ہدایت در رُسومِ مشائخ ۵۶
ہدایت دہم عام مردوں کو نصیحت یعنی جو عالم نہیں ۵۸
عام عورتوں کو نصیحت ۶۰
خاص ذکر و شغل کرنے والوں کو نصیحت ۶۱

❁❁❁

www.ahnafmedia.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی.

اَمَّا بَعْدُ!

تصوف وطریقت کے متعلق عام غلط فہمیاں

دین کی جو تعلیمات تصوف وطریقت کے نام سے معروف ہوئیں، وہ درحقیقت شریعتِ اسلام کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں جن کے بغیر ایمان واسلام کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ اور درحقیقت شریعت پر مکمل عمل کرنے ہی کا دُوسرا نام طریقت وتصوف ہے، لیکن ایک عرصۂ دراز سے کچھ لوگوں کی غفلت اور کم علمی سے اور کچھ غلط کار لوگوں کی مداخلت سے اس کی حقیقت کچھ ایسی مبہم اور مختلط ہوگئی کہ کسی نے محض درویشوں کی چند رُسوم وعادات کا نام تصوف رکھ لیا، کسی نے غیر اختیاری طور پر پیش آنے والے وجدی حالات وکیفیات ہی کو تصوف سمجھ لیا، کسی نے کشف وکرامات کا نام تصوف رکھ لیا، اور بعض لوگوں نے غلطی سے اس طریق میں کچھ بدعت کے اعمال شامل کرلئے اور انہیں کو تصوف سمجھنے لگے۔ تصوف کا اصل مقصود اکثر لوگوں کی نظر سے اوجھل

www.ahnafmedia.com

ہوگیا اور اس مقصود و غیر مقصود کے اختلاط سے طرح طرح کے نقصان پہنچے، مثلاً جن لوگوں نے غیر اختیاری وجدی حالات و کیفیات کو یا کشف و کرامات کو تصوف سمجھ لیا، جو درحقیقت نہ تصوف کے لئے لازم ہیں اور نہ ہر ایک کو حاصل ہوتی ہیں، نہ اُن کے حاصل نہ ہونے سے کسی دینی کمال میں کوئی نقصان یا مقصدِ تصوف میں کوئی کمی آتی ہے، ایسا سمجھنے والے سالکینِ طریق جب محنت و مجاہدے کے باوجود یہ کیفیات حاصل ہوتی نہیں دیکھتے تو انہیں مایوسی ہونے لگتی ہے کہ ہمیں اس طریق کا مقصد حاصل ہی نہیں ہوسکتا۔ اور کچھ ناقص العمل بلکہ فاسق فاجر لوگوں کو کسی وظیفہ یا عمل کے پڑھنے سے یہ کیفیات حاصل ہوگئیں تو وہ انہیں کو مقصودِ تصوف سمجھ کر مغرور ہوجاتے ہیں کہ ہمیں اس طریق میں کمال حاصل ہوگیا، حالانکہ اَحکامِ شرعیہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پابندی کے بغیر کسی کو تصوف کا مقصد حاصل ہو ہی نہیں سکتا، تمام ائمہ صوفیہ کی تصریحات اس بارے میں معروف و مشہور ہیں۔

اس زمانے میں حق تعالیٰ نے سیّدی حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کو مجدّدانہ خدمات اور دینی اصلاحات کے لئے چن لیا تھا، جس پر ان کی سینکڑوں تصانیف شاہد ہیں۔

تصوف و طریقت کی حقیقت کو واضح کرنے اور اُس کے مقصود و غیر مقصود میں امتیاز کرنے اور اس راہ میں صحیح اور کامیاب عمل کے

www.ahnafmedia.com

طریقے بتلانے کے لئے حضرت قدس سرہٗ نے بہت سی تصانیف فرمائی ہیں، مثلاً ''التکشف فی مسائل التصوف''، ''التشرف فی مسائل التصوف''، ''مسائل السلوک''، ''تعلیم الدین'' وغیرہ۔ پھر ان سب تحقیقات کا ایک مختصر مجموعہ اور سالکینِ طریق کے لئے اُن کے مختلف حالات کے اعتبار سے الگ الگ دستور العمل ایک رسالہ میں بنام ''قصد السبیل'' تصنیف فرمایا، پھر اُس کے ساتھ تصوف وطریقت کی حقیقت کو واضح کرنے اور اس کو آسان کرنے والے چند مضامین کا اضافہ بطورِ ضمیمہ فرمایا اور مجموعۂ مضامین کو خمسۂ تصوف اور پنج حاسۂ باطنی سے ملقب فرمایا، یہ رسالہ رجب ۱۳۵۰ھ میں شائع ہوا۔

چونکہ اس رسالے کی زبان علمی تھی، کم علم لوگوں کو اس سے استفادے میں دُشواری پیش آتی تھی، اس لئے حضرت حکیم الاُمت قدس سرہٗ کے قدیم خلیفہ اور صاحبِ کشف وکرامات بزرگ مولانا شاہ لطف رسول صاحب نے حضرتؒ کی اجازت سے اس رسالے کی تسہیل آسان زبان میں لکھی، جو بنام ''تسہیل قصد السبیل'' بار بار شائع ہوچکی ہے جس کے ساتھ کچھ اہم مضامین بطورِ ضمیمہ شامل کئے گئے تھے، لیکن آج کل کچھ تو علمی استعداد کی کمی اور کچھ لوگوں کی سہولت پسندی نے ایسا کردیا کہ وہ کسی رسالے کو پڑھیں، پھر اس کے ضمائم کو الگ دیکھیں، پھر سب کے مجموعے سے کچھ نتیجہ نکالیں، یہ سخت مشکل ہوگیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس طرح کے لوگوں نے بزرگوں کے ان علمی جواہر

www.ahnafmedia.com

پاروں کو دیکھنا ہی کم کر دیا۔ یہ مختصر رسالہ چونکہ احقر کی نظر میں تصوف و طریقت کی حقیقت کو واضح کرنے اور اس کے مقصود و غیر مقصود میں امتیاز کرنے اور اس طریق کو آسان کرنے میں دریا بکوزہ کا مصداق ہے، جس میں اس طریق کے مبتدی سے لے کر منتہی تک سب کے لئے اہم ہدایات ہیں، اس لئے احقر نے اس وقت اس کی ضرورت محسوس کی کہ مبتدی لوگوں کی سہولت کے لئے اس رسالے کے مضامین کا خلاصہ اس طرح لکھ دیا جائے کہ ضمائم کے مضامین کو اصل کے ساتھ لکھ دیا جائے اور اصل رسالے میں جس جگہ کوئی اجمال ہے اس کی تشریح بھی ہو جائے، چنانچہ زیرِ نظر رسالے میں ابتدائی پانچ ہدایتوں تک کچھ تشریحات بھی شامل کی گئی ہیں، چھٹی ہدایت سے آخر تک تقریباً ''تسہیل قصد السبیل'' کا پورا مضمون اسی کی عبارت میں لکھا گیا ہے، اور یہی مضمون دراصل اس رسالے کا مقصود ہے، یہ خلاصہ مبتدی لوگوں کے لئے لکھا گیا ہے، اس کے مطالعے سے کچھ مناسبت پیدا ہو جانے کے بعد اصل رسالہ ''قصد السبیل'' کا پورا مطالعہ بھی نہایت مفید ہے، وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ

www.ahnafmedia.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ الْمَوْلَی الْجَلِيْلُ، وَعَلَيْهِ مُنْتَهٰی قَصْدِ السَّبِيْلِ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ لَيْسَ لَهٗ فِی الْكَمَالِ الْعَدِيْلُ، وَهُوَ لِذَالِكَ السَّبِيْلِ خَيْرُ الدَّلِيْلِ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَاذِلِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ فِی اللّٰهِ مِنْ كُلِّ كَثِيْرٍ وَّقَلِيْلٍ، اَلْمُبَلِّغِيْنَ لِلْاٰيَاتِ وَالرِّوَايَاتِ بِعِزٍّ عَزِيْزٍ وَّذُلِّ ذَلِيْلٍ. اَمَّا بَعْدُ:

تصوّف وطریقت جو درحقیقت شریعت ہی پر مکمل عمل کرنے کا دُوسرا نام ہے، اس میں ایک زمانہ دراز سے کچھ ایسا اختلاف و التباس پیش آرہا تھا کہ بہت سے ناواقف لوگ کچھ بزرگوں کی رُسوم و عادات کو، اور بہت سے اُن کی غیر اختیاری کیفیات اور وجدی حالات ہی کو تصوّف سمجھ بیٹھے تھے، مقصود و غیر مقصود میں امتیاز نہ رہنے سے بعض لوگ تو اس طریق کو نہایت دُشوار، ناقابلِ عمل سمجھ کر مایوس ہونے لگے، اور بعض لوگ خلافِ شرع اُمور کے ارتکاب اور غیر شرعی عادات و اخلاق کے باوجود کچھ حالات اور اچھے خواب دیکھ کر نفس کی اصلاح اور اعمال کے اہتمام سے بے فکر ہونے لگے، ان خرابیوں کی اصلاح کے لئے اس مختصر رسالے میں طریقت و تصوّف کی حقیقت اور اس کے اصل مقصود اور حصولِ مقصود کے طریقوں کے متعلق چند اہم اور ضروری

www.ahnafmedia.com

مضامین بعنوانِ ''ہدایات'' لکھتے جاتے ہیں۔

پہلی ہدایت

شریعت وطریقت کے بیان میں

سلوک وطریقت جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں، اُس کی حقیقت یہ ہے کہ[1] مسلمان اپنے ظاہر و باطن کو اعمالِ صالحہ سے آراستہ کرے اور اعمالِ بد سے بچائے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ:-

اصل مقصود تو حق تعالیٰ کو راضی کرنا ہے، اور اس کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ہے، ان حکموں میں بعضے متعلق ظاہر کے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ، اور جیسے نکاح، طلاق اور ادائے حقوقِ زوجین اور قسم و کفارہ وغیرہ، اور جیسے لین دین و پیروئ مقدمات و شہادت، وصیت، تقسیمِ ترکہ وغیرہ، اور جیسے سلام و کلام اور طعام و منام اور قعود و قیام اور مہمانی و میزبانی وغیرہ کے اَحکام، ان سب مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں۔

اور بعضے متعلق باطن کے ہیں، جیسے خدا تعالیٰ سے محبت رکھنا اور اُس سے ڈرنا، خدا کو یاد کرنا، دُنیا سے محبت کم کرنا، خدا کی مشیت پر

(۱) یہ مضمون حضرتؒ نے اس جگہ مختصر اور آخر میں تذئیل قصد السبیل کے عنوان سے بحوالہ التکشف مفصل بیان فرمایا ہے، احقر نے سہولت کے لئے دونوں کو اسی جگہ جمع کردیا ہے۔۱۲ محمد شفیع

www.ahnafmedia.com

راضی رہنا، حرص نہ کرنا، عبادت میں دِل کا حاضر رکھنا، اس کے کاموں کو اِخلاص کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کے لئے کرنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، خود پسندی نہ ہونا، غصّے کو ضبط کرنا وغیرہ، ان اخلاق کو سلوک اور طریقت وتصوّف کہتے ہیں۔

اور جس طرح اَحکام ظاہرہ نماز، روزہ وغیرہ پر عمل فرض و واجب ہے، اسی طرح ان پر عمل بھی اَز رُوئے قرآن وسنت فرض و واجب ہے، اور باطنی خرابیوں سے بچنے کا اہتمام اس لئے زیادہ ضروری ہے کہ ان باطنی خرابیوں کا اثر ظاہری اعمال پر بھی پڑتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہونے سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی رُکوع، سجدے کا حق ادا کئے بغیر پڑھ لی یا بخل کے سبب زکوٰۃ یا حج ادا کرنے کی ہمت نہ ہوئی یا تکبر اور غصّے کے غلبے سے کسی پر ظلم ہوگیا، خلاصہ یہ ہے کہ شریعت وطریقت دو الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ شریعت کے تمام اَحکامِ ظاہرہ باطنہ پر پورا پورا عمل کرنے کا نام ہی طریقت ہے، امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ فقہ کی تعریف ہی ایسی کی ہے جس میں اعمالِ ظاہرہ اور اعمالِ باطنہ سب داخل ہیں۔

مگر متاخرین نے سہولتِ تحصیل کے لئے اعمالِ ظاہرہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، تجارت، اجارہ وغیرہ کو الگ جمع کرکے اس کا نام فقہ رکھ دیا، اور اعمالِ باطنہ، اِخلاص، صبر، شکر، زُہد وغیرہ کے اَحکام کو الگ جمع کرکے ان کا نام تصوّف وطریقت رکھ دیا، اس

www.ahnafmedia.com

اصطلاح کے مطابق ایک کو دُوسرے سے الگ الگ بھی اس طرح کہہ سکتے ہیں جیسے نماز الگ اور روزہ الگ عبادت ہے، انسان کا ہاتھ الگ ایک عضو ہے، پاؤں الگ دُوسرا عضو ہے، آنکھ اور چیز ہے، کان اور قلب وجگر ولب الگ الگ اعضاء ہیں، لیکن مجموعۂ انسانیت کی تکمیل ان سب کے مجموعے ہی سے ہوتی ہے، ان میں سے کسی ایک کو لے کر دُوسرے سے استغناء نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح متأخرین کی اصطلاح کے مطابق علم عقائد، علم فقہ، علم تصوف بلاشبہ الگ الگ علوم وفنون ہیں، مگر انسان کامل یا مؤمن ومسلم ان سب کے مجموعے ہی سے بنتا ہے، اور قرآن وسنت کی پیروی ان سب ہی پر عمل کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ ان میں سے صرف کسی ایک حصے کو لے کر دُوسرے[1] کو نظرانداز کرنا ایسا ہی مہلک ہے جیسے کانوں کی حفاظت کی جائے، آنکھوں کو ضائع کردیا جائے یا روزہ کی حفاظت کی جائے، نماز کو ضائع کردیا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:-

شریعت بغیر طریقت کے نرا فلسفہ ہے، اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے فرمایا:-

(۱) یہ مضمون حضرتؒ نے پانچویں ہدایت میں مستقل تحریر فرمایا تھا، سہولت کے لئے اس کو اسی پہلی ہدایت میں لکھ دیا گیا ہے۔ ۱۲ محمد شفیع

www.ahnafmedia.com

جس شخص کا ظاہر پاک نہ ہو، اس کا باطن پاک ہو ہی نہیں سکتا۔

ظاہر کے پاک ہونے سے مراد اعمالِ ظاہرہ کی پابندی جو علمِ فقہ میں بیان کی جاتی ہے، اور باطن کے پاک ہونے سے مراد اعمالِ باطنہ کی پابندی ہے جن کا بیان علمِ تصوف وسلوک میں ہوتا ہے۔

اور امام سہروردیؒ نے عوارف المعارف میں صوفیائے کرام کو پیش آنے والے حالات وکیفیات کے متعلق فرمایا کہ: حضرت سہل بن عبداللہؒ نے فرمایا ہے کہ:-

كُلُّ وَجْدٍ لَا يَشْهَدُ لَهُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ فَبَاطِلٌ.

ترجمہ:- جس وجدی کیفیت کی کوئی شہادت کتاب و سنت میں موجود نہ ہو وہ باطل ہے۔

اور پھر فرمایا کہ: صوفیائے کرام کا تو اِتباعِ سنت کے مقابلے میں یہ حال ہے، اس لئے جو جاہل صوفی اس کے خلاف حالات کا مدعی ہو وہ فتنے میں پڑا ہوا کذّاب ہے۔ (عوارف بر حاشیہ احیاء العلوم ج:۱ ص:۲۸۰)

چوتھی صدی ہجری کے مشہور امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک پیغام اپنے زمانے کے صوفیائے کرام کے نام بنام ''رسالہ قشیریہ'' لکھا ہے، اُس میں بھی اِتباعِ سنت ہی کو تمام صوفیائے کرام کا اصل وظیفہ قرار دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض جاہل مدعیانِ تصوف جو یہ کہتے ہیں

www.ahnafmedia.com

کہ شریعت و طریقت الگ دو راہیں ہیں، ایک کام جو شریعت میں حرام ہے، ہوسکتا ہے کہ طریقت میں حلال ہو، یہ قطعاً گمراہی اور کھلی بے دینی اور تمام صوفیائے کرام کے مسلک کے خلاف ہے۔

دُوسری ہدایت

توبہ کے بیان میں

پہلی ہدایت میں جب یہ ثابت ہوگیا کہ تصوّف و طریقت کی یہی حقیقت ہے کہ شریعت کے تمام ظاہری اور باطنی اعمال پر پورا پورا عمل کیا جائے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان تمام اَحکامِ شرعیہ پر عمل ہر مسلمان کے لئے فرض و واجب اور ضروری ہے، اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس میں غفلت نہ برتے، اس صراطِ مستقیم پر چلنے میں پوری ہمت سے کام لے، اور جو شخص اس کا ارادہ کرے اُس کے لئے سب سے پہلا کام پچھلے کئے ہوئے گناہوں سے مکمل توبہ کرنا ہے، توبہ کا طریقہ آگے مفصل بیان کیا جاتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق جو قابلِ ادائیگی ہیں اُن کی ادائیگی اور خصوصاً بندوں کے حقوق[1] جو کسی کے ذمہ ہیں، خواہ مالی حقوق ہوں کہ کسی کا مال ناجائز طور پر لے لیا ہو یا

(۱) اس ہدایت کا مضمون کچھ تو قصد السبیل سے لیا گیا اور کچھ احقر نے بطور تشریح حضرتؒ کی دُوسری کتابوں سے لکھا ہے۔ ۱۲ محمد شفیع

www.ahnafmedia.com

جسمانی حقوق ہوں کہ کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا ہو ان سب حقوق کی ادائیگی یا اصحابِ حقوق سے معافی شرطِ توبہ ہے کہ جب تک کوئی آدمی ان حقوق سے سبکدوش نہ ہو، اگر عمر بھی عبادت میں محنت و ریاضت کرتا رہے، ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچے گا۔

توبہ کی حقیقت اور اُس کا طریقہ

صرف زبان سے توبہ توبہ کہہ لینے یا اِستغفار کے الفاظ پڑھ لینے سے توبہ نہیں ہوتی، بلکہ توبہ کے لئے تین رُکن ضروری ہیں: اوّل یہ کہ پچھلے کئے ہوئے گناہوں پر ندامت و افسوس اور دِل میں ایک تڑپ اور رنج و صدمہ پیدا ہو۔ دُوسرے یہ کہ بالفعل ان سب گناہوں کو چھوڑ دے۔ تیسرے یہ کہ آئندہ کے لئے دِل میں پختہ ارادہ کرے کہ ان میں سے کسی گناہ کے پاس نہ جاؤں گا۔

توبہ کا پہلا رُکن یعنی پچھلے کئے ہوئے گناہوں پر ندامت اور دِل میں رنج و غم پیدا ہونا، اس کا کوئی ذریعہ بجز علم کے نہیں، کہ اوّل انسان کو یہ معلوم ہو کہ کیا کیا کام گناہِ کبیرہ یا صغیرہ ہیں؟ دُوسرے یہ معلوم ہو کہ ان گناہوں کا وبال دُنیا و آخرت میں کیا ہے؟ یہ باتیں احقر کے رسالے ''گناہِ بے لذّت'' سے بھی معلوم ہو سکتی ہیں اور بزرگوں کی دُوسری کتابوں سے بھی، مثلاً بہشتی زیور، جزاء الاعمال، تعلیم الدین، حیاۃ المسلمین، تبلیغِ دین وغیرہ۔ ان کتابوں کو مسلسل مطالعے

میں رکھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ دل میں اپنے گناہوں پر ندامت، افسوس اور رنج و غم پیدا ہوگا۔ پھر توبہ کا دُوسرا رُکن سب گناہوں کو فوراً چھوڑنا ہے، یہ کام بغیر ہمت کے نہیں ہوسکتا، اور ہمت پیدا کرنے کا طریقہ بزرگوں اور نیک لوگوں کی صحبت اور اُن کے حالات پڑھنے سننے کے سوا کچھ نہیں۔ توبہ کا تیسرا رُکن آئندہ کے لئے گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ قصد ہے، وہ آدمی کے اپنے اختیار میں ہے، ہر وقت کرسکتا ہے، مگر ہمت ہر کام میں ضروری ہے، اس معاملے میں بھی اس کو یہ پختہ ارادہ کرنا ہوگا کہ اللہ و رسولؐ کا حکم ماننے میں چاہے جتنی اپنے آپ کو تکلیف ہو اور چاہے جتنا بڑا نقصان جان کا یا مال کا ہوجاوے اور چاہے کوئی دُنیوی فائدہ جاتا رہے اور چاہے جتنی لوگ ملامت کریں سب گوارا کریں گے، مگر اللہ و رسولؐ کی فرمانبرداری نہ چھوڑیں گے، اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو وہ اللہ کا طالب نہیں۔

حقوقِ واجبہ کی ادائیگی

جب آپ گناہوں کی تفصیل مذکورہ کتابوں میں دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ان گناہوں میں بعض تو ایسے ہیں جن سے صرف اللہ تعالیٰ کے حق کی خلاف ورزی ہوئی، کسی انسان کو اُس سے کوئی تکلیف نہ پہنچی، اور بعض وہ ہیں جن سے دُوسرے انسان یا انسانوں کو ایذاء و تکلیف پہنچی ہے، پہلی قسم حقوق اللہ کہلاتے ہیں اور دُوسری قسم حقوق

www.ahnafmedia.com

العباد ہیں، پھر حقوق اللہ میں ایک وہ حقوق جن کی قضا یا کفارہ ہوسکتا ہے جیسے کچھ نمازیں یا روزے فوت ہوگئے تو ان کی قضا واجب ہے، یا زکوٰۃ پچھلے زمانے میں ادا نہیں کی تو اب ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح حج فرض ہونے کے باوجود نہیں کیا تو اب کرنا ہے، یا جیسے قسم کھا کر توڑنے کا کفارہ کہ پہلے ادا نہیں کیا تو اب کرنا ضروری ہے۔

اور دُوسری قسم حقوق اللہ کی وہ ہے کہ جس کا شریعت میں کوئی کفارہ مقرر نہیں، مثلاً جھوٹ بولنے کا گناہ یا نفسانی خواہشات میں کسی خلافِ شرع کام کا ارتکاب وغیرہ، اس دُوسری قسم کی توبہ تو صرف یہ ہے کہ پوری زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے اور ہمیشہ اِستغفار کرتا رہے۔

اور حقوق اللہ کی پہلی قسم جن کی قضا یا کفارہ شریعت میں مقرر ہے اُن تمام حقوق کی ادائیگی بذریعہ قضا یا کفارہ لازم ہے، مثلاً غور کرکے یادداشت لکھ لے کہ عمر بھر میں کتنی نمازیں فوت ہوئیں؟ کتنے روزے نہیں رکھے؟ اب ان سب کو ادا کرے، اگر فوت شدہ نمازیں مقدار میں زیادہ ہیں تو روزانہ بقدرِ ہمت وفرصت کچھ ادا کرنا شروع کرے اور ہمیشہ کوشش کرتا رہے جب تک وہ پوری ہوں، اسی طرح اگر گزشتہ زمانے میں مال کی زکوٰۃ نہیں نکالی تو تخمینے سے حساب کرکے متعین کرلے کہ کتنی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے، اُس کو ہوسکے تو فوراً، ورنہ تھوڑا تھوڑا ادا کرتا رہے۔

www.ahnafmedia.com

اسی طرح اگر صدقۂ فطر یا قربانی واجب ہونے کے باوجود ادا نہیں کیا ہے تو اب ادا کرنا اور قربانی کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے، اسی طرح اگر کوئی قسم توڑی ہے اُس کا کفارہ واجب ہے وہ ادا کرے، کوئی روزہ رکھ کر بالقصد توڑا ہے اور اُس کا کفارہ واجب ہے تو وہ کفارہ بھی ادا کرے۔

اسی طرح حقوق اللہ میں جتنے حقوق کی قضا ہوسکتی ہے اُن کی قضا کرے اور جن کا کفارہ دیا جاسکتا ہے اُن کا کفارہ ادا کرے، جب تک ان تمام فوت شدہ عبادات کی قضا اور کفارہ سے سبکدوش نہ ہو محض زبانی توبہ ہرگز کافی نہیں۔

حقوق العباد

دُوسری قسم حقوق کی بندوں کے حقوق ہیں، وہ بھی دو قسم کے ہیں، ایک مالی حقوق، جیسے کسی سے قرض لیا پھر ادا نہیں کیا، یا کسی کا کچھ مال کسی معاہدے معاملے کی وجہ سے اس پر لازم تھا وہ ادا نہیں کیا، کسی سے ناجائز طور پر مال چھین لیا یا بطور رشوت کے لے لیا، اس طرح کے تمام حقوق کی بھی فہرست بنائے اور سب کو ادا کرے، اگر بیک وقت ادا نہیں کرسکتا، اپنی وسعت کے مطابق دینا شروع کرے۔ یہ حقوق جن لوگوں کے ہیں اگر وہ زندہ ہیں اور اُن کے پتے معلوم ہیں تو ادا کرنا آسان ہے، اگر وہ مرگئے تو ان کے وارثوں کو تلاش کرکے ادا

www.ahnafmedia.com

کرنا ضروری ہے، اگر تلاش کے باوجود ان کے پتے معلوم نہ ہوں تو اُن کے حقوق کے مطابق رقم اُن کی طرف سے صدقہ کردی جائے۔

دُوسری قسم حقوق العباد کی جسمانی حقوق ہیں، جیسے کسی کو ہاتھ یا زبان سے بلاوجہ شرعی کوئی ایذاء و تکلیف پہنچائی ہو، کسی کو گالی دی ہو، کسی کی غیبت کی ہو، اس سے معاف کرانا ضروری ہے، کسی کو مارا پیٹا ہو تو اُس کا بدلہ دینے کے لئے تیار ہوکر اُس سے کہنا کہ تم کو اختیار ہے، مجھے مارکر بدلہ لے لو یا معاف کردو۔

جب تک اس تفصیلِ مذکور کے ساتھ تمام مالی اور جسمانی حقوق العباد سے سبکدوشی حاصل نہ کرے، توبہ مکمل نہیں ہوسکتی۔ اور بغیر تکمیلِ توبہ کے نفلی عبادات اور ذکر و شغل میں کتنی بھی محنت عمر بھر کرتا رہے کبھی خدا تک نہ پہنچے گا، نہ سیدھا راستہ حاصل ہوگا۔ غرض تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد جو قابلِ ادائیگی ہیں اُن کو ادا کرنا یا معاف کرانا توبہ کے لئے ضروری ہے، خصوصاً حقوق العباد کا معاملہ زیادہ سنگین ہے کہ وہ جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے کسی طرح معاف نہیں ہوسکتے، اس لئے اللہ کی راہ میں قدم رکھنے والے کے لئے سب سے پہلا کام تکمیلِ توبہ ہے۔

❁❁❁

www.ahnafmedia.com

تیسری ہدایت

علمِ دین حاصل کرنے کے بیان میں

جب دُوسری ہدایت کے مطابق پچھلے گناہوں سے توبہ کرلی اور آئندہ کے لئے یہ پختہ عہد کرلیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام کی پوری پوری پابندی کریں گے، اس میں کتنی محنت مشقت یا دُنیاوی نقصان یا لوگوں کی ملامت ہو اس کو برداشت کریں گے تو ظاہر ہے کہ یہ کام دین کا ضروری علم[1] حاصل کئے بغیر نہیں ہوسکتا، اس لئے بقدرِ ضرورت شرعی اَحکام و مسائل کا علم حاصل کرنا ضروری ہوگا، خواہ کتابیں پڑھ کر یا علماء سے زبانی مسائل معلوم کرکے، اور اگر پڑھیں تو خواہ عربی میں پڑھیں یا فارسی، اُردو وغیرہ مقامی زبانوں میں سے کسی زبان میں ضروری مسائلِ دین پڑھ لیں، اس کام کے لئے آسان اُردو زبان میں حضرت سیّدی حکیم الاُمتؒ کی تصنیف بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اُس کو کسی جاننے والے سے سبقاً پڑھ لیں یا خود ہی مطالعہ کریں، اور حضرتؒ کا رسالہ ''صفائی معاملات'' اور ''آدابِ معاشرت'' اور تیسرا باب ''مفتاح الجنۃ'' کا پڑھ لیں تو دین کی

---

(۱) علم دین حاصل کرنے کا یہ مضمون حضرتؒ نے پہلی ہدایت کے ضمن میں تحریر فرمایا تھا، اس کی اہمیت کے پیشِ نظر اس رسالے میں اس کو ایک مستقل ہدایت کے عنوان سے لکھ دیا ہے۔ ۱۲ محمد شفیع

روزمرہ کی ضرورتوں کے لئے کافی ہیں۔ پھر جو مسئلے سیکھے ان پر عمل کرنے کا پکا ارادہ کرے تاکہ نفسی خواہشات اور لوگوں کی ملامت عمل سے مانع نہ ہوں۔

چوتھی ہدایت

مرشد کی ضرورت اور اُس کی پہچان

ظاہری اعمال اور اُن کے مسائل سیکھنے کے لئے بھی عادتاً اُستاذ کی ضرورت ہوتی ہے، بغیر اُستاذ کے یہ کام بھی دُرست نہیں ہوتا، لیکن اعمالِ باطنہ جن میں فرائض و واجبات ہیں کچھ حرام و مکروہ ہیں جو تصوف و طریقت میں بیان کئے جاتے ہیں، اُن کا علم حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کے لئے اُستاذ کی ضرورت اُس سے زیادہ ہے، ان مسائل کے اُستاذ کو اصطلاح میں شیخ یا مرشد یا پیر کہا جاتا ہے۔

باطنی رذائل کو سمجھنا اور اُن کا علاج کرنا عادتاً شیخ و مرشد کے بغیر نہیں ہوسکتا، اس لئے جو شخص اس طریق میں قدم رکھے اس کے لئے ضروری ہے کہ شیخ و مرشد کی تلاش کرے، جب وہ مل جاوے تو اُس کی طرف رُجوع کرے اور اُس کی تعلیم کا پورا پورا اِتباع کرے، توبہ جس کا بیان دُوسری ہدایات میں آیا ہے جب کوئی اُس پر عمل کرنا شروع کرے گا تو معلوم ہوگا کہ اُس کی تکمیل میں بھی جگہ جگہ پیر مرشد

www.ahnafmedia.com

کی ضرورت ہوتی ہے، بغیر شیخِ کامل کی رہبری کے توبہ بھی مکمل ہونا مشکل ہے۔

پیرِ کامل کی پہچان

پیرِ کامل وہ ہے جس میں یہ باتیں موجود ہوں:-

۱:- ضرورت کے موافق دین کا علم اس کو ہو۔

۲:- عقیدے اور عمل اور عادتیں اس کی شرع کے موافق ہوں۔

۳:- دُنیا کی حرص نہ رکھتا ہو، کامل ہونے کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی دُنیا کی ایک شاخ ہے۔

۴:- کسی کامل پیر کے پاس کچھ دنوں تک رہا ہو۔

۵:- اس کے زمانے میں جو عالم اور درویش منصف مزاج ہوں وہ اس کو اچھا جانتے ہوں۔

۶:- عام لوگوں کی نسبت خاص لوگ یعنی جو لوگ سمجھ دار اور دین دار ہوں وہ اس کے زیادہ معتقد ہوں۔

۷:- اس کے مریدوں میں اکثر مرید شرع کے پابند ہوں اور ان کو دُنیا کی طمع نہ ہو۔

۸:- وہ پیر اپنے مریدوں کی تعلیم جی سے کرتا ہو اور چاہتا ہو کہ یہ دُرست ہوجاویں، اور اگر مریدوں کی کوئی بُری بات دیکھتا ہو یا سنتا ہو تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو، یہ نہ ہو کہ ہر ایک

www.ahnafmedia.com

کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے۔

۹:- اس کے پاس چند روز بیٹھنے سے دُنیا کی محبت میں کمی اور اللہ کی محبت میں زیادتی معلوم ہوتی ہو۔

۱۰:- خود بھی وہ ذکر و شغل کرتا ہو، کیونکہ بغیر عمل کے پختہ ارادہ کئے ہوئے تعلیم میں فائدہ نہیں ہوتا۔

جس شخص میں یہ نشانیاں موجود ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ یا پوشیدہ یا آئندہ ہونے والی باتیں اس کو معلوم ہوتی ہیں یا نہیں؟ یا یہ جو دُعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا نہیں؟ یا یہ اپنی باطنی قوت سے کچھ کام کر دیتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ باتیں پیر یا ولی کے لئے ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ تڑپتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ یہ بزرگی کے لئے ضروری نہیں۔ اصل میں اس قسم کا اثر نفس کے متعلق ہے جو مشق کرنے سے بڑھ جاتا ہے، جو شخص پرہیزگار بھی نہیں، بلکہ جو مسلمان بھی نہیں وہ بھی کر سکتا ہے اور اس توجہ دینے سے کچھ زیادہ نفع بھی نہیں ہوتا کیونکہ توجہ کا اثر باقی نہیں رہا کرتا، بس توجہ کا اتنا فائدہ ہے کہ جو مرید ایسا ہو کہ اس میں ذکر کا اثر بالکل نہ ہوتا ہو اس کو پیر چند روز تک توجہ دے تو اس میں توجہ دینے سے ذکر کا اثر ہونے لگتا ہے، یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے۔

www.ahnafmedia.com

پانچویں ہدایت

پیری مریدی کا مقصد

جب پیرِ کامل مل جاوے اور اس سے مرید ہونے کا ارادہ کرے تو پہلے یہ سمجھ لے کہ مرید ہونے سے غرض کیا ہے؟ کیونکہ مرید ہونے سے لوگوں کی بہت سی غرضیں ہوتی ہیں، کوئی تو یہ چاہتا ہے کہ ہم کرامت والے ہوجاویں اور ہم کو کشف سے وہ باتیں معلوم ہونے لگیں جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتیں۔ سو تیسری ہدایت میں ابھی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ خود پیر ہی میں یہ ہونا ضروری نہیں کہ اس سے کرامتیں ہوں، اس کو کشف سے ایسی باتیں معلوم ہوجایا کریں جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتی ہیں تو بیچارہ مرید اُس کی کیا ہوس کرے گا، کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مرید ہونے سے پیر صاحب بخشش کے ذمہ دار ہوجاویں گے، قیامت میں وہ دوزخ میں نہ جانے دیں گے خواہ کیسے ہی بُرے کام کرتے رہو، یہ بھی محض غلط ہے، خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: "یَا فَاطِمَۃُ! اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ" اے فاطمہ! اپنے کو دوزخ سے بچاؤ، یعنی عمل کرو۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ پیر صاحب ایک نگاہ میں کامل کردیں گے، ہم کو نہ محنت کرنا پڑے گی، نہ گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا پڑے گا۔ اگر اسی

www.ahnafmedia.com

طرح کام بن جاتا تو صحابہ رضی اللہ عنہ کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل ہوگا؟ گو کہیں بطور کرامت کے ایسا ہو بھی گیا ہے کہ کسی بزرگ نے ایک نگاہ میں کامل کردیا، لیکن کرامت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہوا کرے، اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر ولی سے کرامت ہوا کرے، اس بھروسے پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ خوب جوش و خروش و شورش و مستی پیدا ہو، خوب نعرے لگایا کریں، گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں، گناہ کی خواہش مٹ جاوے، نیک کاموں کا ارادہ ہی نہ کرنا پڑے، آپ سے آپ ہوجایا کریں، دِل کے وسوسے اور خطرے سب مٹ جاویں، بس ایک بے خبری کی کیفیت رہا کرے، یہ خیال پہلے سب خیالوں سے اچھا سمجھا جاتا ہے لیکن سبب اس کا ناواقفیت ہے، یہ سب باتیں کیفیات اور حالات کہلاتی ہیں اور حالات کا پیدا ہونا آدمی کے اختیار سے باہر ہے، اور حالات اگرچہ بہت عمدہ چیز ہیں مگر مقصود نہیں، مقصود وہی چیز ہوسکتی ہے جس کا حاصل کرنا اختیار میں ہو۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی خواہشوں میں نفس کا چھپا ہوا مکر ہے، وہ یہ کہ نفس آرام اور مزہ اور ناموری چاہتا ہے، ان کیفیتوں میں یہ سب باتیں حاصل ہیں، جو شخص اللہ کی رضامندی کا طالب ہوگا جس کے متعلق آگے بیان آتا ہے کہ درویشی سے مقصود یہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے، ایسے شخص کو ان خواہشوں سے کیا تعلق؟ وہ تو اپنی

www.ahnafmedia.com

حالت ایسی رکھے گا جیسے گویا یوں کہہ رہا ہے ۔

فراق و وصول چہ باشد رضاءِ دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیرِ او تمنائی

یعنی جس کو تم فراق سمجھتے ہو اور جس کو وصال سمجھتے ہو یہ دونوں برابر ہیں، اصل چیز اس کی رضامندی ہے، اللہ تعالیٰ سے اللہ کے سوا دوسری چیز چاہنا افسوس کے قابل بات ہے ۔

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

یعنی کیفیتیں اور حالات اگر جاتے رہے تو کوئی افسوس کی بات نہیں، اللہ کا تعلق رہنا چاہئے جس کے برابر کوئی چیز پاک نہیں ۔

بس زبون وسوسہ باشی دِلا
گر طرب را باز دانی از بلا

یعنی اے دِل! ابھی تو خیالِ فاسد ہی میں مغلوب ہے، اگر تو راحت اور مصیبت میں فرق سمجھے۔

پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کیفیتیں یا حاصل ہوں گی یا نہیں، اگر حاصل ہو گئیں تب تو بوجہ اس کے کہ یہ شخص اسی کو درویشی سمجھتا تھا، اپنے کو کامل سمجھنے لگتا ہے اور ان ہی کیفیات پر بس کر کے پرہیزگاری اور عبادات کو بے قدر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل نہ ہوں تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے، اور کچھ اسی

www.ahnafmedia.com

کی خصوصیت نہیں بلکہ جو شخص بھی ایسی باتوں کی خواہش کرے گا جو اختیار سے باہر ہیں، غم اور پریشانی میں مبتلا رہے گا۔ کوئی کہتا ہے کہ پیر صاحب کے پاس عمل بڑے بڑے اچھے ہیں، جب ضرورت ہوگی ان سے تعویذ گنڈے لے لیا کریں گے، یا پیر صاحب کی دُعا بہت قبول ہوتی ہے، مقدموں میں اور دُنیا کی ضرورتوں میں اُن سے دُعا کرالیا کریں گے اور سب کام ہماری مرضی کے موافق ہوجایا کریں گے، گویا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضے میں ہے۔ یا ہم اُن سے ایسی چیز سیکھ لیں گے کہ ہم برکت والے ہوجاویں گے کہ ہمارے دَم کردینے اور ہاتھ پھیر دینے سے بیمار اچھے ہوجاویں گے، بلکہ ایسے لوگ بزرگی ان ہی عملوں اور ان کے اثر کو سمجھتے ہیں، چونکہ ان عملوں کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ نیت بالکل دُنیا ہی کا چاہنا ہے، اس لئے غلطی در غلطی ہے۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ روشنی دِکھائی پڑے گی یا کوئی آواز سنائی دے گی، یہ بھی بالکل غلط خیال اور ناسمجھی ہے، کیونکہ اوّل تو یہ ضروری نہیں کہ ذکر و شغل کرنے سے روشنی معلوم ہو یا آواز سنائی دے اور نہ ذکر و شغل کرنے سے روشنی وغیرہ کا دِکھلائی پڑنا مقصود ہے، دُوسرے ذکر و شغل کرنے سے جو روشنی نظر آوے یا جو رنگ دِکھائی دے یا جو آواز سنائی دے، بعض دفعہ یہ ذکر و شغل کرنے والے کے دِماغ کا فعل ہوتا ہے، غیب کی کوئی چیز نہیں ہوتی، تیسرے اگر مان بھی لیا جاوے کہ غیب کی کوئی چیز دِکھلائی

پڑی یا غیب کی آواز سنائی پڑی تو اس سے کیا فائدہ ہوا؟ غیب کی آواز معلوم ہوجانے سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل نہیں ہوجاتی، اللہ تعالیٰ کی نزدیکی تو اس کی عبادت اور فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض دفعہ شیطانوں کو فرشتے دکھائی دیتے ہیں، مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں، اور یہ بات ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد کافروں کو غیب کی بہت سی باتیں معلوم ہوجاویں گی، تو جو بات کافر کو بھی حاصل ہوجاوے اگر وہ بات معلوم ہوگئی تو کیا کمال ہوگا؟ جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ جتنی باتیں مذکور ہوئیں مقصود درویشی سے ان میں سے کسی کا حاصل ہونا بھی نہیں اس لئے ان سب خیالوں کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود درویشی سے اللہ کی رضامندی سمجھے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب حکموں کو بجالاوے اور ذکر پابندی سے کرے، پیر یہی بتلاتا ہے اور مرید اسی پر عمل کرتا ہے، اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے خیال میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں ذکر اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے بجالانے کا فائدہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے، ظاہر ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے جنت میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا، دوزخ سے بچے گا۔

بیعت اور پیری مریدی کی حقیقت

اور حقیقت پیری مریدی کی یہی ہے کہ پیر وعدہ کرتا ہے ذکر اور

www.ahnafmedia.com

اللہ کے حکموں کے بتلانے کا اور مرید اقرار کرتا ہے کہ پیر جو بتلاوے گا اس پر عمل ضرور کرے گا، اور اگرچہ پیر کی طرف سے یہ تعلیم اور مرید کی طرف سے پیر کے بتلائے ہوئے پر عمل بدوں اس خاص طریقے کے بھی ہوسکتا ہے کہ جس طریقے سے مرید ہونے کا دستور ہے لیکن اس خاص طریقے سے مرید ہونے میں یہ خاصیت ہے کہ پیر کی توجہ مرید پر زیادہ ہوجاتی ہے اور مرید کو پیر کا کہنا ماننے کا زیادہ خیال ہوجاتا ہے، اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ایک ہی پیر کرے اور اپنے پیر کو اس زمانے کے سب بزرگوں سے اچھا سمجھے، اس کی مصلحت فقط یہی ہے کہ اس صورت میں دونوں طرف سے تعلق بڑھ جاتا ہے، رہا ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑوا دینا جبکہ وہ پاس ہو، یہ بزرگوں کی ایک نیک رسم ہے، اس اقرار کی مضبوطی کے واسطے جو کہ پیر اور مرید میں ہوتا ہے، باقی یہ اقرار دونوں طرف سے بدوں اس کے بھی ہوسکتا ہے، اس وجہ سے جو شخص دُور سے مرید ہونا چاہئے اس کو بدوں ہاتھ پر ہاتھ رکھے مرید کرلیتے ہیں، اور حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کا طریقہ اچھا ہے، چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت فرماتے تھے تو مریدوں کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر بیعت فرماتے تھے، اور کپڑے وغیرہ کو پکڑا دینا یہ بجائے ہاتھ پکڑنے کے ہے۔

www.ahnafmedia.com

چھٹی ہدایت

مرید کے لئے دستور العمل

جبکہ مرید موافق پانچویں ہدایت کے اپنی نیت دُرست کرے تو اُس کو چاہئے کہ اگر مرید ہونے کے بعد فرصت ملے تو چند دن اپنے پیر کے پاس رہے اور اگر اس کی نوبت نہ آوے تو دُور ہی سے اس کی تعلیم پر عمل کرے، بلکہ اگر مرید ہونے کے لئے بھی پیر کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو جہاں ہو وہیں سے بذریعہ خط کے یا کسی معتبر آدمی کے واسطے سے مرید ہوسکتا ہے، حاضر ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور طریقۂ تعلیم ہر پیر کا جدا ہے، ان سب طریقوں کو اس کتاب میں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، ایک چھوٹا سا دستور العمل لکھے دیتا ہوں جو بوجہ اس کے کہ انتہا درجے کا اس میں نفع ہے اس قابل ہے کہ اس کو عطرِ تصوف کہا جاوے، اور یہ طریقہ بہت خاک چھان کر ہاتھ لگا ہے اور اصلی سبب اس کتاب کے لکھنے کا اسی طریقے کو بیان کرنا ہے۔

یہ دستور العمل سب راہِ درویشی کے چلنے والوں کے لئے بھی ہے، جب تک وہ اپنے پیر تک نہ پہنچیں اور جو میرے دوست ہیں اُن کے لئے ہمیشہ کے عمل کرنے کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ اس دستور العمل کے موافق عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا،

www.ahnafmedia.com

پھر اگر کوئی شخص اس دستور العمل پر عمل کرے اور اس کا پیر اُسی دستور العمل کو پسند کرے اور اجازت دے دے تب تو قصہ آسان ہوا، اور اگر اس کے وظیفوں میں اور جو ذکر و شغل اس میں لکھے ہیں اُن میں کچھ کمی بیشی کرے یا اس کے علاوہ اور کچھ بتلاوے تو جیسا وہ کہے ویسا کرے، البتہ اس دستور العمل میں جو ضروری باتیں شروع میں لکھی ہیں ان میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی ہے، وہ ویسی ہی رہیں گی، اب سمجھنا چاہئے کہ خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ اس راہ کا چلنے والا یا عامی ہے یعنی عالم نہیں، یا عالم ہے، اور ہر ایک ان میں سے یا کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق کے ادا کرنے سے بے فکر ہوگا یا بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی اور کمانے کی فکر میں لگا ہوگا، یہ کل چار قسمیں درویشی کی راہ چلنے والوں کی ہیں، ایک وہ عامی جو کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے سے بے فکر ہے، دُوسرا وہ عامی جو کہ کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہے، تیسرا وہ عالم جو دُنیا کے کاموں سے خالی ہے، چوتھا وہ عالم جو روزگار کے کام میں لگا ہوا ہے، ہر ایک کے لئے ایک ایک دستور العمل ہے۔

دستور العمل اس شخص کا جو عالم نہیں اور دُنیا کے کام سے بے فکر نہیں ہے

یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کرے اور ضروری

www.ahnafmedia.com

ضروری مسئلے سیکھے اور بہت اہتمام سے ان مسئلوں کی پابندی کرے، اور جو کسی نئے مسئلے کی ضرورت پڑے کسی عالم سے پوچھ لے اور اگر پیر اس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے، جو کچھ ضرورت ہو اس سے پوچھ لے، اور اگر ہو سکے تو تہجد اخیر رات میں پڑھے، ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں تہجد کی جگہ پڑھ لیا کرے اور بعد پانچوں نمازوں کے اور پانچوں نمازوں کے بعد چھٹی نہ ہو، تو جن نمازوں کے بعد چھٹی ہو "سُبْحَانَ اللّٰہ" سو بار، اور "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" سو بار، اور "اَللّٰہُ اَکْبَر" سو بار، اور سوتے وقت "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ" سو بار پڑھا کرے، اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے دُرود شریف پڑھتا رہے، اس میں وضو اور کسی گنتی کی ضرورت نہیں ہے، وضو اور بے وضو ہر حال میں دُرود شریف پڑھا کرے، لیکن تسبیح ہر وقت ہاتھ میں لئے نہ پھرے[1] اور اگر قرآن شریف پڑھا ہوا ہو تو روزانہ کسی قدر قرآن شریف کی تلاوت بھی کر لیا کرے، اور اس کتاب کے اخیر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں اُن کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے اور ان پر عمل کرے، اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی ایسے بزرگ اگر موجود ہوں جو پرہیزگار ہوں اور عقیدے ان کے اچھے ہوں ان کے پاس جا بیٹھا کرے، لیکن پیر کے پاس جانے میں اس کی

(۱) یعنی بلاضرورت، لیکن اگر تسبیح ہاتھ ذکر کرنا یاد نہ رہے تو تسبیح لینے کا مضائقہ نہیں۔ ۱۲ منہ

پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا چاہئے، یہ تکلف سچی محبت کے خلاف ہے، اور باقی جو وقت بچے، بال بچوں کے لئے حلال روزی تلاش کرنے میں لگا رہے کہ بال بچوں کے لئے کمانا بھی عبادت ہے۔ اور اگر یہ عامی عورت ہے تو جو وقت بچے اس میں گھر کا کاروبار خاص کر اپنے شوہر کی خدمت کرنا اس کے لئے عبادت ہے، اس کام میں لگی رہے، مگر عورت بدون اپنے شوہر کی اجازت کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور جن دنوں میں حیض آوے ان دنوں میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے، سوائے قرآن مجید کے، کہ اس کا پڑھنا اس حالت میں دُرست نہیں۔

دستور العمل اس شخص کا جو عالم نہ ہو اور دُنیا کے کام سے بے فکر ہو

اس شخص کا دستور العمل وہی ہے جو پہلے شخص کے لئے بیان کیا گیا، مگر اتنی باتیں اور زیادہ ہیں وہ یہ کہ اگر ہو سکے تو پیر کے پاس جا پڑے، لیکن اپنے کھانے پینے کی فکر ایسے طریقے سے کرے کہ کسی دُوسرے پر اس کا بوجھ نہ پڑے اور اگر کوئی سامان ظاہری کھانے پینے کا نہ ہو تو اتنا ضرور ہونا چاہئے کہ دُوسرے کے بھروسے پر نہ رہے، یا تو کچھ مزدُوری کرے اور اگر ہمت نہ ہو تو اللہ پر بھروسا کرے، مل جاوے تو کھالے، نہ ملے صبر کرے۔ اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو

www.ahnafmedia.com

اپنے وطن میں رہے، خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں، مگر جہاں تک ہو سکے آدمیوں سے الگ رہے، کسی کے پاس زیادہ آوے جاوے نہیں، جب تک کوئی دُنیا یا دین کا کام نہ ہو میل جول نہ کرے، اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے، کوئی بات ایسی جو شرع میں منع ہو جیسے کسی کو پیٹھ پیچھے بُرا کہنا یا اور کوئی بات ایسی منہ سے نہ نکلنے پائے، لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے، اور تنہائی میں جو وقت ضروری کام اور راحت و آرام سے بچے اس میں قرآن شریف کی تلاوت کرے اور مناجاتِ مقبول پڑھے یا نفلیں یا دُرود شریف یا استغفار پڑھتا رہے، اور اگر کچھ پڑھا ہو تو تھوڑے وقت میں دین کی کتابیں بھی جو اُردو، فارسی میں ہیں کسی عالم کو دِکھلا کر دیکھا کرے، لیکن جہاں سمجھ میں نہ آوے اپنی عقل سے اس کا مطلب نہ بنالے، کسی عالم سے پوچھ لے، اور اگر اس بستی میں کہیں طالبِ علم یا اللہ اللہ کرنے والے موجود ہوں تو ان کی خدمت کرنے میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے، اس سے دِل میں نور بھی پیدا ہوتا ہے اور اپنی بڑائی بھی دِل میں نہیں آتی، اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے۔ باقی دونوں قسم کے آدمیوں کو جو عالم نہ ہوں کوئی شغل نہ بتلانا چاہئے کیونکہ اس میں بہت باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ اُن سے خرابی کا ڈر ہے اور ان کی سہار عالم کے سوا کوئی دُوسرا آدمی نہیں کرسکتا ہے، البتہ اگر اس میں شوق دیکھے اور قابل اس کے سمجھے تو ذکر ''اللہ، اللہ'' کا تین

www.ahnafmedia.com

ہزار سے چھ ہزار مرتبہ تک تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کو بتلاوے، مگر آواز اور ضرب کے ساتھ نہ ہو، چپکے چپکے پڑھے، اس سے زیادہ مناسب نہیں، باقی دُوسرے وظیفے اور نفلیں جس قدر جی چاہے پڑھے، البتہ اگر وہ شخص جو عالم نہیں ہے عالموں کی صحبت میں رہنے سے مثل عالموں کے سمجھ دار ہوگیا ہو وہ عالم کی مثل ہے، اس کو شغل بتلانے میں حرج نہیں۔

دستور العمل اس عالم کا جو دینی یا دُنیوی کام میں لگا ہو

یہ ہے کہ جو وقت فرصت کا ہو اور دِل کی فکر سے خالی ہو، اور پیٹ نہ بھرا ہو بھوک لگی ہو، ایسے وقت کو مقرّر کر کے اس میں بارہ ہزار سے لے کر چوبیس ہزار مرتبہ جتنا ہو سکے تنہائی میں بیٹھ کر ''اللہ، اللہ'' وضو کے ساتھ ہلکی آواز، ہلکی ہلکی ضرب کے ساتھ دِل کو ذکر کی طرف لگا کر پڑھا کریں، اور تہجد کی پابندی کریں اور کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت اور مناجاتِ مقبول عربی یعنی قربات عند اللہ وصلوات الرسول کی ایک منزل روزانہ ہمیشہ پڑھا کریں، اور اگر مدرّس ہیں تو بہتر ورنہ تھوڑا وقت علمِ دین پڑھنے والوں کے پڑھانے میں ضرور صَرف کیا کریں، اور کبھی کبھی جب ضرورت دیکھیں یا سننے والے شوق ظاہر کریں ضروری مسئلوں کا وعظ بیان کر دیا کریں، مگر وعظ میں جو

www.ahnafmedia.com

باتیں ضروری نہ ہوں اُن کو بیان نہ کریں اور جو ضروری بات ہو اور عام لوگ اُس سے بھڑکتے ہوں اس کو نہ تو گول گول کہیں اور نہ سختی سے کہیں، بلکہ صاف کہیں لیکن نرمی کے ساتھ، اور وعظ کا معاوضہ نہ لیں، نہ عام لوگوں کے زیادہ پیچھے پڑیں، نہ ان کو سخت کہیں کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا ہوجاتی ہے، اور ''احیاء العلوم'' اور جو ایسی کتاب ہو دیکھا کریں، لیکن اپنے پیر سے دُور رہ کر شغل نہ کریں، البتہ اگر تھوڑے دن پیر کے پاس رہ کر یہ کام کیا ہو اور وہ اب بھی اس کو کرنے کو کہے تو حرج کچھ نہیں۔

دستور العمل خاص اُس عالم کا جو کام میں لگا ہوا نہ ہو

اگرچہ یہ فرصت چند ہی دنوں کی ہو جس کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے، یہ ہے کہ تھوڑے دن اپنے پیر کے پاس رہ کر ذکر کریں، اور ان کے لئے فقط اتنا ذکر کافی ہے کہ بعد تہجد کے بارہ تسبیح یعنی ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' دوسو بار، اور ''اِلَّا اللّٰہ'' چار سو بار، اور ''اَللّٰہُ اَللّٰہ'' اس طرح کہ پہلے لفظ ''اَللّٰہ'' میں پیش ہو اور دُوسرے لفظ ''اَللّٰہ'' میں جزم، چھ سو بار، اور فقط ''اَللّٰہ'' سو بار۔ یہ تیرہ تسبیحیں ہوئیں، مگر نام اِن کا بارہ تسبیح ہے، ان کو تھوڑی آواز اور ہلکی ضرب سے کریں، لیکن یہ سمجھ لینا چاہئے کہ زور سے ذکر کرنا اور ضرب لگانا خود کوئی ثواب کی بات نہیں ہے،

www.ahnafmedia.com

ایسا اعتقاد کرنا بدعت ہے، اور حدیث میں جو آیا ہے: "اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا" "یعنی نرم کرو تم اپنی جانوں پر، کیونکہ نہ تم بہرے کو پکار رہے ہو اور نہ اُس شخص کو جو دُور ہے۔" یہ ممانعت میرے نزدیک اسی صورت میں ہے جب ذکر زور سے سے اُسی اعتقاد سے کرے، اور بعض عالموں نے اس حدیث کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اتنا چلّا کر ذکر نہ کرے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے، مثلاً سونے والے پریشان ہوں۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے جو زور سے ذکر کرنے کو منع فرمایا ہے اس کی بھی یہی وجہیں ہیں جو بیان ہوئیں، ورنہ زور سے ذکر کرنا جائز ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز ختم ہونے کی یہ علامت تھی کہ لوگ زور زور سے "اللہ اکبر، اللہ اکبر" کہتے تھے۔ اور حدیث کی کتابوں میں وتر کے بعد "سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس" کہتے وقت آواز بلند کرنے کی حدیث موجود ہے۔ اور فائدہ زور سے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ اس سے وسوسے اور خیالات کم آتے ہیں، کیونکہ اپنی آواز جو کانوں میں آتی رہے دِل آسانی سے اُدھر متوجہ رہ سکتا ہے، سو یہ فائدہ تھوڑی آواز سے ذکر کرنے میں بھی حاصل ہے۔ اسی طرح ضرب لگانے میں بھی ثواب نہیں ہے، اس میں بھی طب کے قاعدے سے ایک فائدہ ہے، وہ یہ کہ ایک سخت جھٹکے سے دِل میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور گرمی سے دِل نرم ہوجاتا ہے اور دِل کی نرمی سے ذکر کا اثر ہوتا

www.ahnafmedia.com

ہے اور ذکر کے اثر سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا خیال اور اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے، اور یہ دونوں دین میں مقصود ہیں، پس ضرب خود دین میں مقصود نہیں بلکہ جو باتیں مقصود ہیں جیسے محبت وہ ان کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے، اور اُن کا ذریعہ بن جانے سے ذریعہ کے درجے میں ضرب بھی مقصود ہوگئی، لیکن بہت زور سے ضرب لگانے میں خفقان ہوجانے کا ڈر ہے اس لئے اوسط درجے کی ضرب لگاوے اور اس سے زیادہ نہ بڑھائے۔ اور ایک بات قابل سمجھنے کے ہے وہ یہ کہ تصوف کی کتابوں میں ذکر کرتے وقت گردن دائیں اور بائیں طرف لے جانے کو لکھا ہے، سو جان لینا چاہئے کہ پہلے زمانے میں لوگ طاقت ور تھے اور دماغ ان کے مضبوط تھے اس کی سہار کر لیتے تھے، بلکہ بوجہ طاقت ور ہونے کے بدون اس کے ان میں ذکر کا اثر ہی نہیں ہوتا تھا، اس لئے ان کو اس کی ضرورت تھی کہ گردن کو دائیں طرف لے جاکر ضرب دیں تاکہ زور سے ضرب لگے، اور اب لوگ کمزور ہیں ہلکی ضرب سے بھی دل میں اثر پیدا ہوجاتا ہے، اس لئے اب ایسا نہ کیا جاوے، ورنہ دماغ کے خراب ہوجانے کا ڈر ہے، بس اتنا ہی کافی ہے "لَا اِلٰـہَ" کے ساتھ سارے بدن کو آہستہ آہستہ دائیں طرف ذرا جھکا دیں اور "اِلَّا اللہ" کے ساتھ بائیں طرف لے آویں، اور اتنی حرکت بھی اس لئے ہے کہ بدن کو ایک حالت پر رکھ کر جی تنگ ہونے لگتا ہے، بدن کو اس طرح ہلانے سے ذرا آسانی ہوتی ہے، ورنہ

ضرورت اس کی بھی نہیں ہے۔ اور پھر ضرب لگانے کے وقت گردن کو جھٹکا دینے کی بھی ضرورت نہیں، بس اتنا کافی ہے کہ ضرب لگانے کے وقت جہاں "اِلّا" کا ہمزہ یعنی الف نکلتا ہے اُس پر ذرا آواز کا زور ڈال دیا جاوے، چونکہ سینہ اس آواز کے نکلنے کی جگہ سے یعنی حلق سے قریب ہے اس پر زور ڈالنے سے سینے تک اثر پہنچ جاوے گا، اسی طرح باقی ذکروں میں بھی ضرب تو اُسی طرح لگاوے اور بدن کو حرکت دینا اس سے بھی کم کافی ہے، یہ سارا بیان بارہ تسبیح کا ہوا، پھر ذکر بارہ تسبیح کے کرنے کے بعد اگر نیند کا زور ہو تو ذرا سو رہے اور اگر نیند نہ آوے تو اس کو اختیار ہے، چاہے ان بارہ تسبیح کے ذکروں میں سے کسی ذکر کو اور زیادہ کرے یا کچھ نہ کرے خالی رہے، پھر بعد نماز صبح کے قرآن شریف کی تلاوت کرے اور منزل مناجاتِ مقبول پڑھے، اس کے بعد بارہ ہزار سے لے کر چوبیس ہزار بار تک جس قدر ہو سکے[1] "اَللّٰہ، اَللّٰہ" کا ذکر تھوڑی آواز وسط درجے کی ضرب سے تنہائی میں بیٹھ کر کرے اور دوپہر کو ذرا سو رہے، بعد ظہر کے اسی طرح "اَللّٰہ، اَللّٰہ" کا ذکر کرے بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جتنا آسانی سے عصر کی نماز تک ہو سکے، اور عصر کی نماز کے بعد اگر پیر کو کچھ کام نہ ہو تو پیر کے پاس بیٹھا رہے، اور اگر پیر کسی کام میں لگا ہو یا وہاں موجود نہ ہو یا اس کے دِل میں

(۱) یہ دو مرتبہ ہوا، اور آخر میں دونوں جگہ پر جزم ہے، اور زیادہ تر جو "اللہ اللہ" جو دو مرتبہ لکھا جاتا ہے اور ایک بار گنا جاتا ہے۔ ۱۲

www.ahnafmedia.com

زیادہ شوق پیر کے پاس بیٹھنے کا نہ ہو تو جنگل، باغ، نہر، ندی وغیرہ کی سیر کو چلا جاوے، اور اگر پیر موجود ہو تو اُس سے پوچھ کر جاوے اور اس وقت جب سیر کے لئے جاوے تو عام مسلمانوں کی قبروں اور اولیاء اللہ کے مزاروں کی زیارت بھی کرلیا کرے، پھر بعد مغرب کے گھنٹہ آدھ گھنٹہ جب تک جی لگے موت کا اور موت کے بعد جو کچھ حساب کتاب ہونے والا ہے اس کا مراقبہ کرے۔

مراقبۂ موت

اور مراقبہ موت کا یہ ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچے کہ مرنے کے بعد باتیں ہوں گی، بلکہ ان باتوں کو یہ خیال کرے کہ گویا اسی وقت یہ سب کچھ ہو رہا ہے، کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے سے اللہ کی محبت اور اس مراقبے سے دُنیا سے نفرت پیدا ہوگی، یہی محبت اور نفرت اس کا کام بنادینے کے لئے انشاء اللہ کافی ہوں گی، اور باقی جو وقت بچے اس میں چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے دُرود شریف پڑھتا رہے یا اور جس ذکر میں جی لگتا ہو وہ ذکر کیا جاوے، پاسِ انفاس جو مشہور ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ کوئی دم اللہ کی یاد سے خالی نہ جاوے، جونسا ذکر ہو اور جو طریقہ اس کا مشہور ہے، خاص اسی طریقے سے کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریقہ ہے اس کے طریقوں میں سے، پھر اگر

www.ahnafmedia.com

اس ذکر کرنے کے وقت دیکھے کہ یکسوئی پیدا ہوتی ہے اور دن بدن بڑھتی جاوے اور خیالات کم آویں اور جی ذکر میں لگا کرے، جب تو میرے نزدیک[1] شغل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمیشہ پرہیزگاری کا خیال رکھنا اور مراقبہ جس کا بیان ہوا ہمیشہ کرتے رہنا کافی ہے، عمر بھر اسی کو کرتا رہے آخرت میں تو اس کا پھل یقیناً ملے گا، اور اصل وعدہ پھل ملنے کا آخرت ہی میں ہے، لیکن دُنیا میں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اس کے دل میں عجیب عجیب طرح کے علم اور معرفت کی باتیں پیدا ہوں گی اور نئی نئی کیفیتیں پیدا ہوں گی، کبھی ذوق وشوق سے، کبھی محبت وانس کی کیفیت سے، کبھی ہیبت سے، اور اَحکامِ شرعی کی حکمتیں ظاہر ہوں گی اور اس کا برتاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کا برتاؤ اس کے ساتھ دُرست ہوجاوے گا، اور جو بات اس سے ایسی واقع ہوگی کہ اس پر ہوشیار کرنے کی ضرورت ہے اس پر ہوشیار کردیا جاوے گا اور معلوم ہوجایا کرے گا کہ یہ بات مجھ سے اچھی طرح واقع نہیں ہوئی، ان باتوں میں جو لذت ہے، اس کے سامنے سارے جہان کی بادشاہت بھی مٹی کے برابر ہے، اور ان باتوں کو حالات کہتے ہیں، چونکہ اوّل تو ہر شخص کو نئے حالات پیدا ہوتے ہیں ان سب کو لکھنا ممکن نہیں ہے، ایسے وقت پیر کے پاس آنا ضروری ہے، وہی ان حالات کی

---

(۱) شغل صوفیہ کی اصطلاح میں ایسی تدبیروں کو کہا جاتا ہے جن سے عادۃً دلجمعی اور یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔

www.ahnafmedia.com

حقیقت بیان کرتا ہے اور اگر حاجت ہوئی تو جو کچھ ذکر و شغل مرید کر رہا ہے اس میں جو اس کو مناسب ہوتا ہے تبدیلی کرتا ہے اور پیر کے پاس رہنے میں جو فائدے ہیں اس ہدایت کے آخر میں بیان ہوں گے، ان باتوں کے جاننے کو کشفِ الٰہی کہتے ہیں، باقی کشفِ کونی (یعنی پوشیدہ چیزوں کا حال معلوم ہوجانا یا جو بات آگے چل کر ہونے والی ہے اس کا ظاہر ہوجانا) کشفِ الٰہی کے برابر نہ اس میں لذّت ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہونے میں اس کے برابر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کشفِ الٰہی میں زیادہ تھے اور خضر علیہ السلام کشفِ کونی میں، پھر ظاہر ہے کہ کس کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے؟ رہی یہ بات یہ جب موسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بڑھا ہوا تھا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا کیوں حکم فرمایا؟ سو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیجنے سے اس بات کا سکھلانا منظور تھا کہ بات کرنے میں بے دھڑک منہ سے کوئی بات نہ نکال دیا کریں، سوچ سمجھ کر بات کہا کریں، کیونکہ ان سے کسی نے پوچھا تھا کہ اس وقت سب سے بڑا عالمِ دین کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: "اَنَا اَعْلَمُ" کہ سب سے بڑا عالم میں ہوں۔ یہ آپؑ کا فرمانا اس اعتبار سے صحیح تھا کہ جو علم ضروری ہیں ان کو سب سے زیادہ میں جانتا ہوں، لیکن بات آپؑ نے ایسی کہی تھی جس سے سننے والے کو دھوکا ہوسکتا تھا کہ ہر قسم کے علموں کے جاننے کا دعویٰ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو یہ دِکھلا دیا کہ دیکھو کشفِ کونی میں خضر علیہ السلام

تم سے زائد ہیں، اگرچہ یہ کشف درجے میں کشفِ الٰہی کے برابر نہ ہو، مگر پھر بھی بلاقید یہ کہنا تو غلط ٹھہرا کہ میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ اس لئے بات کرنے میں یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ کشفِ کونی میں سب سے زیادہ نہیں ہوں، اور جس کو کشفِ الٰہی ہوتا ہو اگر اس کے متعلق پیری مریدی کی خدمت اور مخلوق کے باطن کی اصلاح و دُرستی بھی ہوجاوے تو وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔

جو وقت بچے اس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے دِل کی توجہ کے ساتھ کرتا رہے، خواہ دُرود شریف پڑھا کرے، اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے، خواہ اِستغفار پڑھے، خواہ کلمہ طیبہ، خواہ اور کچھ جس میں دِل لگے، اور ان اوقات میں دِل سے ذکر کرنے پر بس نہ کرے کیونکہ اکثر اس میں یہ دھوکا ہوجاتا ہے کہ آدمی کو یہ خیال نہیں رہتا کہ اس وقت دِل میں اللہ کی یاد نہیں رہی اور اس سے بڑھ کر کبھی یہ دھوکا ہوتا ہے کہ اللہ کی بھول کو آدمی یوں سمجھ بیٹھتا ہے کہ میں اللہ کی یاد میں بالکل غرق ہوگیا ہوں۔ اور دو چیزوں سے بچنے کا خیال ہر وقت رکھے، ایک یہ کہ کسی دَم اللہ کی یاد دِل سے دُور نہ ہونے پائے، جس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر وقت ذکر کرتا رہے۔ دُوسرے گناہ سے سے بہت بچے، خواہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا، دِل سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سے، اللہ کی یاد نہ رہنے سے دِل کا نور جاتا رہتا ہے، اور گناہ سے بھی دِل کا نور جاتا رہتا ہے، اور اللہ سے دُوری بھی ہوجاتی ہے، اور یہ

www.ahnafmedia.com

بڑا نقصان ہے، اور اگر اتفاقاً کبھی خیال نہ رہنے کی وجہ سے یا نفس کی شرارت سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً نہایت شرمندگی اور عاجزی کے ساتھ توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے، خاص بعض گناہوں سے تو اس راہ میں بہت ہی نقصان ہوتا ہے، ایک ریا یعنی لوگوں کے دِکھانے کی نیت سے کوئی عمل کرنا، دُوسرے تکبر یعنی اپنے کو بڑا سمجھنا، جب آدمی میں تکبر ہوتا ہے تو اس سے کبھی کوئی آدمی فخر کرنے لگتا ہے اور کبھی بڑائی کا گمان ہو جاتا ہے، خواہ دُنیوی کمال میں ہو یا دینی کمال میں۔ تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت کرنا یا کسی پر طعن یا اعتراض کرنا، بلکہ اکثر بیکار اور بے ضرورت باتیں کرنے سے بھی دِل کی نورانیت کو نقصان پہنچتا ہے، اور اسی وجہ سے اس راہ میں قدم رکھنے والے کو لوگوں سے بے ضرورت میل جول نہ رکھنا چاہئے۔ چوتھے کسی نامحرم عورت یا لڑکے کی طرف شہوت سے نظر کرنا یا اُس کا خیال دِل میں لانا۔ پانچویں بے جا اور حد سے زیادہ غصہ کرنا یا بدخلقی اور سختی کے ساتھ کسی سے بات کرنا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد دِل میں نہ رہنے کی بھی بعض قسم خاص طور پر زیادہ نقصان کی چیز ہے، یہ قسم وہ ہے جو دُنیا کے تعلقات کے سبب ہو، یہ قسم ذکر کرنے سے بھی دُور نہیں ہوتی، جب ذکر میں مشغول ہوگا بار بار اس کی طرف کھنچے گا۔ اور اس دستور العمل میں ایک بات ضروری یہ ہے کہ جب تک اس شخص کو جس کا ذکر ہو رہا ہے کسی قدر مضبوطی کے ساتھ نسبتِ باطنی حاصل نہ

www.ahnafmedia.com

ہو جاوے (جس کا مطلب ابھی آگے آتا ہے) اس وقت تک لوگوں کو نفع پہنچانے میں مشغول نہ ہو، نہ ظاہری نفع پہنچانے میں مشغول ہو، نہ باطنی نفع پہنچانے میں، یعنی نہ طالب علموں کو پڑھاوے، نہ عام لوگوں کو وعظ سناوے، نہ بیماروں کا علاج کرے، نہ تعویذ گنڈے لکھے، نہ پیری مریدی کرے، بالکل ایک کونے میں مجبور پڑا رہے، ہاں! اگر ان باتوں میں سے کسی بات کے کرنے میں بالکل مجبور ہو جاوے تو اور بات ہے۔

نسبتِ باطنی

اور علامت نسبتِ باطنی کے حاصل ہونے کی دو ہیں، ایک یہ کہ اللہ کی یاد دل میں ایسی جم جاوے کہ کسی دم دل سے دُور نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ کوشش اور فکر رکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ دُوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی طرف چاہے وہ اَحکام ایسے ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے طریقے بتلائے ہیں، اور چاہے وہ اَحکام ہوں جن میں بندوں کو آپس میں معاملہ کرنے کے طریقے بتلائے ہیں، اور چاہے وہ اَحکام ہوں جن میں اچھی عادتوں کا حکم فرمایا ہے، اور چاہے وہ اَحکام ہوں جن میں بات چیت کرنے کا طریقہ بتلایا ہے، اور چاہے وہ اَحکام ہوں جن میں نشست و برخاست اور تمام کاموں کا طریقہ بتلایا ہے، ان سب حکموں کی طرف ایسی

www.ahnafmedia.com

رغبت ہوجاوے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اُن سے ایسی نفرت ہوجائے جیسی کہ ان چیزوں کی طرف رغبت ہوتی ہے جو اپنے جی کو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور جیسی کہ ان چیزوں سے نفرت ہوتی ہے جو اپنے جی کو بُری معلوم ہوتی ہیں، اور حرص دُنیا کی دِل سے نکل جاوے اور اس کی سب عادتیں مطابق قرآن شریف کے ہوجاویں، البتہ اگر طبعی سستی کسی حکم کے بجالانے میں واقع ہو یا کوئی بُرا وسوسہ دِل میں آوے اور اس پر عمل نہ کرے تو اس کو یہ نہ سمجھا جاوے گا کہ شریعت کے حکموں کی رغبت اور شریعت میں جو باتیں منع ہیں ان سے نفرت پیدا نہیں ہوئی، اور یہی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور فرمانبرداری حاصل ہوجانے کا ہے جس کو ہم نے علامت نسبتِ باطنی کے حاصل ہوجانے کی بتلایا ہے محبتِ الٰہی کہلاتا ہے۔ اور اگر نسبتِ باطنی حاصل ہوجانے کے ساتھ غیب سے بعض علم کی باتیں اور بھید کی باتیں بھی اس کے دِل میں آنے لگیں تو یہ شخص عارف کہلاوے گا۔ اب بعد حاصل ہونے نسبتِ باطنی کے، پڑھانے، وعظ کہنے، کتابیں تصنیف کرنے میں کچھ حرج نہیں، بلکہ علمِ دین کی خدمت کرنا سب عبادتوں سے بڑھ کر ہے، اور اگر پیر اس کو مرید کرنے اور ذکر شغل بتلانے کی اجازت بھی دے دے تو اللہ کے بندوں کو اس فائدے کے پہنچانے میں بخیلی نہ کرے، لیکن اپنے کو بڑا نہ سمجھے، بلکہ خلق کا خدمت گزار اپنے کو سمجھے، اور اگر پیر اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ اپنی طرف سے

www.ahnafmedia.com

اجازت مانگے، کیونکہ یہ ہوس ہے بڑائی کی، اور اگر پیر اجازت مانگنے سے بھی اجازت نہ دے تو رعایتی اجازت کام کی نہیں، بلکہ بڑا بننے سے چھوٹا رہنا بہت اچھا ہے، البتہ پیر کا حکم ہوجانے کے بعد حکم نہ ماننا بھی مناسب نہیں، اگر سب ایسا ہی کرتے تو سلسلہ ہی درویشی کا بند ہوجاتا، لیکن مریدوں سے اُمیدوار مال کا نہ رہے بلکہ اگر وہ کچھ نذرانہ بھی دیں تو مرید ہونے کے وقت تو بالکل قبول نہ کرے کہ یہ صورت بدلہ لینے کی سی ہے، اور دُوسرے وقت اگر خوشی سے اور حلال آمدنی سے موافق اپنی آمدنی کے اتنا دیں جس کے دینے سے اس کو پریشانی نہ ہو تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کرلینا سنت ہے، اور انکار کرنے میں مسلمان کی دِل شکنی ہے اور اللہ کی ناشکری ہے، اگرچہ وہ ہدیہ تھوڑا ہی ہو، اور اگرچہ لوگوں کے سامنے دے جب بھی لینے میں عار نہ کرے کہ اس کا سبب بھی تکبر ہے۔ یہاں تک دستور العمل مذکور تمام ہوا اور اس دستور العمل کی عبارت اس وجہ سے ذرا لمبی ہوگئی کہ اس میں گفتگو ذرا علم والوں ہی سے ہے، ان کی تسلی بدون تفصیلی بیان کے نہ ہوتی ہے اور نہ ان کو مزہ آتا ہے، ورنہ حاصلِ مطلب تھوڑا ہی ہے جس کو اب پھر دوبارہ اس لئے لکھے دیتا ہوں کہ اصلی مطلب کے ٹکڑے اس لمبے مضمون میں بکھر گئے ہیں، اس کی فہرست یہ ہے: تہجد، تہجد کے بعد بارہ تسبیح، بعد نمازِ فجر تلاوتِ قرآن شریف اور ایک منزل مناجاتِ مقبول کے بعد ذکر "اَللّٰہ، اَللّٰہ" کا بارہ ہزار سے لے کر چوبیس ہزار تک، بعد

www.ahnafmedia.com

عصر پیر کے پاس حاضر رہنا یا جنگل وغیرہ کی سیر کرنا اور اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کرنا، بعد مغرب مراقبۂ موت، باقی جو وقت بچے اس میں دُرود شریف پڑھنا بلاتعداد، اگر ضرورت ہو تو شغل اتحد کرنا، پرہیزگاری کا خیال رکھنا، ذکر پابندی سے کرنا، گناہوں سے اور اللہ کی یاد نہ رہنے سے بچنا، اور ان گناہوں سے خاص بچنا، یعنی لوگوں کے دِکھلاوے کے لئے کوئی عمل کرنا، اپنے کو بڑا سمجھنا، فخر کرنا، اپنے جی ہی جی میں اپنے کمالات پر خوش ہونا اور نفس کا پھولنا، کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا، بیکار باتیں کرنا اور لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا، شہوت سے نامحرم عورت اور لڑکے کو دیکھنا یا اس کا خیال دِل میں شہوت کے ساتھ لانا، بہت غصہ کرنا، کج خلقی سے رہنا، دُنیوی تعلقات بڑھانا اور جو باتیں اس قسم کی ہوں ان سے بچنا۔ اور بقیہ فہرست یہ ہے: نسبتِ باطنی حاصل ہونے تک وعظ اور پڑھانے وغیرہ کو ترک کرنا، بدوں اجازت پیر کے پیری مریدی نہ کرنا اور ذکر و شغل کی تعلیم نہ کرنا، اور میزان کل ان سب باتوں کا دو چیزیں ہیں، ایک اللہ اور رسولؐ کے حکموں پر چلنا، دُوسرے ذکر کی پابندی کرنا۔ گناہ سے اللہ اور رسولؐ کی تابعداری میں فرق آجاتا ہے، اور یادِ الٰہی نہ رہنے سے ذکر میں نقصان پیدا ہوجاتا ہے، اس لئے چاہئے کہ اپنا اصلی کام ہمیشہ تابعداری اور ذکر کی پابندی کو اور گناہ سے بچنے اور اللہ کی یاد بھلانے سے بچنے کو سمجھے، اگر ایک مدّت تک اس کی پابندی رہے گی تو انشاء اللہ محروم نہ رہے گا،

www.ahnafmedia.com

اور یوں تو اوّل ہی سے فائدہ ہونا شروع ہوجاتا ہے، لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا، ایک وقت ایسا آوے گا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا، لیکن نہ گھبراوے، نہ جلدی کرے، نہ سستی کرے، کیونکہ فائدے کے لئے نہ کوئی مدّت مقرّر ہے، نہ کوئی اس کا ذمہ دار ہوسکتا ہے، البتہ اس قدر اُمید کرسکتے ہیں ؎

اندریں راہ می خراش و می تراش
تا دمِ آخر دمے فارغ مباش
تا دمِ آخر دمے آخر بود
کہ عنایت با تو صاحب سر بود

یعنی اس راہ میں جو قدم رکھے اس کو چاہئے کہ اس اُدھیڑبن میں لگا رہے، مرتے دَم تک ایک گھڑی بے فکر نہ بیٹھے، آخر دَم تک کوئی نہ کوئی وقت ایسا ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی عنایت شاملِ حال ہوگی اور بیڑا پار ہوجاوے گا، اور اگر ان سب باتوں کے ساتھ ابتداء میں ذرا زیادہ اور اس کے بعد کبھی کبھی پیر کی خدمت میں رہنے کا بھی اتفاق ہوجاوے تو نورٌ علیٰ نور ہے، اس کے پاس رہنے میں جو فائدے ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کو دیکھ کر اس کی عادتیں اختیار کرے گا، ذکر میں، عبادت میں، رُوح کو تازگی ہوگی، ہمت بڑھے گی، جو نیا حال ہوگا اس کے بارے میں پوری تسلی ہوجاوے گی اور اس کے علاوہ اور بہت سے فائدے ہیں جو پاس رہنے سے خود ہی وارد ہوتے

www.ahnafmedia.com

ہیں، موٹی بات ہے کہ مریض کا حکیم کے پاس ہونا اور دُور رہنا دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے، کسی نے خوب کہا ہے ؎

مقامِ امن و مے بے غش و رفیق شفیق
گرت مدام میسر شود زہے توفیق

یعنی اگر اطمینان کی جگہ اور شرابِ خالص محبتِ الٰہی کی اور شفقت رکھنے والے پیر کی صحبت ہمیشہ کے لئے میسر ہوجاوے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے، "وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ"، یعنی اللہ تعالیٰ سچی بات کا کہنے والا اور راہِ راست کا دِکھلانے والا ہے۔

ساتویں ہدایت

دِلجمعی کے بیان میں

ذکر کرنے والے کو چاہئے کہ جو باتیں دِل کو پریشان کرنے والی ہیں اُن سے بچے، کیونکہ اطمینان دِل کا بڑی دولت ہے اور یہ باتیں بہت سی ہیں، ایک اپنی بے احتیاطی سے صحت خراب کرلینا اس لئے صحت کی بہت حفاظت کرے، دِماغ کو تر و تازہ رکھنے کی اور دِل کو قوت پہنچانے کی فکر رکھے، دوا سے بھی اور غذا سے بھی، غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف اور خشکی ہوجاوے، نہ اتنی زیادتی کرے کہ ہضم نہ ہو، کہ اس سے بھی صحت خراب ہوجاتی ہے، صحبت کی کثرت نہ کرے

www.ahnafmedia.com

کہ اس سے بھی اعضائے رئیسہ خاص کر دِل و دِماغ کمزور ہوجاتے ہیں، جب تک سچی بھوک نہ لگے کھانا نہ کھاوے، اور ایک آدھ لقمے کی خواہش باقی رہنے پر کھانا چھوڑ دے، اور جب تک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو صحبت نہ کرے، اسی طرح سونے میں اوسط درجے کا خیال رکھے، نہ بہت زیادہ سووے کہ سستی ہوجائے، نہ کمی بہت کرے کہ خشکی ہوجاوے۔ دُوسری بات دِل کو پریشان کرنے والی بلاضرورت عمدہ غذاؤں کی فکر میں لگا رہنا۔ تیسری بات ہر وقت اپنے بدن کی آرائش میں لگا رہنا ہے کہ اسی بارے میں کہا گیا ہے ؎

عاقبت ساز وترا از دیں بریں
ایں تن آرائی و ایں تن پروری

یعنی انجام اس بدن کی آرائش اور پیٹ کے پالنے ہی میں رہنے کا یہ ہوگا کہ دین رُخصت ہوجاوے گا، مطلب یہ کہ پورا دین نہ رہے گا، البتہ بالکل میلا کچیلا رہنا بھی بُرا ہے کہ اس سے بھی دِل میلا ہوتا ہے، سادہ اور صاف رہے البتہ اگر بدون فکر کے اچھا لباس اور عمدہ غذا میسر ہو اور نفس میں کسی بُرائی کے پیدا ہونے کا ڈر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، کام میں لاوے اور شکر بجا لاوے۔ چوتھی بات مال کی حرص اور اس کے جمع ہونے کی فکر میں لگا رہنا یا یہ کہ جو مال پاس ہے اس کو بے کار خرچ کر کے اُڑا ڈالنا کہ دونوں کا نتیجہ دِل کا پریشان ہونا ہے، حریص آدمی تو ہر وقت اسی دُھن میں لگا رہے گا اور فضول خرچ

مال ختم ہونے کے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہوگا یا پرائے مال پر نظر دوڑائے گا۔ پانچویں بات کسی سے دوستی یا دُشمنی باندھ لینا، دوست اس کو گھیر کر اس کا وقت ضائع کریں گے اور دُشمن اس کو ایذا پہنچا کر پریشانی میں ڈالیں گے۔ اسی طرح اور جو باتیں پریشانی کا سبب ہوں اور خود ضروری نہ ہوں ان سب سے جہاں تک ہوسکے بہت بچتا رہے، البتہ اگر کوئی پریشانی اس طرح پیش آجاوے کہ اس نے کام پریشانی کا نہیں کیا تھا یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کیا تھا پھر اس میں کوئی پریشانی آگئی ہے، مثلاً کسی سودخوار نے کوئی چیز اس کو دی، اس نے لینے سے انکار کردیا وہ اس کا دُشمن ہوگیا تو ایسی پریشانی سے باطن کا نقصان نہ ہوگا، اگر ایسی پریشانی میں مبتلا ہوجاوے تو بے چین نہ ہو، حق تعالیٰ پر نظر اور بھروسا رکھے وہ مدد فرمادے گا، اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے تو اس میں حکمتِ الٰہی سمجھ کر اس پر راضی رہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور رضامندی اور زیادہ حاصل ہوگی۔

❁❁❁

www.ahnafmedia.com

آٹھویں ہدایت

اختیاری اور غیر اختیاری اعمال کے متعلق

جو باتیں اختیاری ہیں ان میں تو کی نہ کرے اور جو باتیں اختیاری نہیں، اگر اچھی ہیں تو ان کے پیچھے نہ پڑے، اور اگر ناگوار ہونے والی ہیں تو ان کے دُور کرنے کی فکر میں نہ پڑے، مثلاً نماز یا تلاوتِ قرآن یا ذکر کے اندر تو یہ اختیار میں ہے کہ اپنے دِل کو اگرچہ زور لگا کر ہو متوجہ رکھے، جس کے کئی طریقے ہیں، مثلاً ایک طریقہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات کا خیال باندھے۔ دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظوں کے معنیٰ و مطلب کی طرف دھیان رکھے یا فقط لفظوں کی طرف خیال رکھے، اس طرح کہ ہر ہر لفظ سوچ کر زبان سے نکالے، پس اس میں تو کمی نہ کرے، باقی نماز میں یا تلاوتِ قرآن کے وقت جی نہ لگنا یا مزہ نہ آنا یا وسوسوں اور خطروں کا کثرت سے آنا خواہ وہ کتنے ہی بُرے ہوں یہ بات اختیار سے باہر ہے، اس کی فکر نہ کرے، اپنا اختیاری کام کیے جاوے اس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ خیالات خود ہی کم ہو جاتے ہیں، خاص کر وسوسوں کی طرف تو ذرا بھی توجہ نہ کرے، نہ وسوسے کے آنے سے رنج و غم کرے کہ اس سے وسوسوں کی دونی زیادتی ہوتی ہے، پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اس کا عمدہ علاج یہی ہے

www.ahnafmedia.com

کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف اپنی توجہ کو پھر تازہ کرلیا کرے اور اس وسوسے سے بالکل بے پروائی اختیار کرلے اس سے وہ آپ ہی آپ جاتا رہے گا، اور مثلاً اللہ کی فرمانبرداری اختیاری ہے، اس میں سستی نہ کرے۔ اور یہ باتیں اختیار سے باہر ہیں: اچھا خواب دیکھنا، دُعا قبول ہونا، ذکر کے اثر سے تڑپنے لگنا، بے اختیار رونا آنا وغیرہ وغیرہ، ان باتوں کے ہونے کی فکر نہ کرے۔ یا مثلاً گناہ اختیاری ہے، اس کے پاس نہ جاوے۔ اور یہ چیزیں اختیاری نہیں: بُرا خواب، طبیعت میں تازگی نہ ہونا، رزق میں کمی ہونا، ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا کوئی اثر معلوم نہ ہونا، بیمار ہوجانا وغیرہ، ان سے پریشان نہ ہو، یا مثلاً کسی سے بے ارادہ عشق ہوجانا اختیاری نہیں، اس میں کوئی گناہ اور نقصان نہیں اگرچہ تکلیف ہے، لیکن یہ باتیں اختیار میں ہیں: اس کو دیکھنا، اس سے باتیں کرنا، اس کی آواز سننا، اس کے پاس آنا جانا، اس کا خیال دِل میں لانا، اس کو سوچ کر دِل سے لذّت لینا، ان سے بچنا ضروری ہے اور اکثر تدبیر سے وہ عشق بھی کم ہوجاتا ہے، اور اگر اس میں کوتاہی کرے گا گناہگار ہوگا اور دِل سیاہ ہوجاوے گا۔ یا مثلاً کسی گناہ کی طرف مائل غیر اختیاری ہے اس کے دُور کرنے کی فکر میں نہ پڑے، البتہ گناہ اختیاری ہے اس سے بچے، اس خواہش پر عمل نہ کرے، جو شخص غیر اختیاری چیزوں کے حاصل کرنے یا دُور کرنے کی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اس کی پریشانی میں گزرتی ہے، یہاں تک کہ بعض لوگوں

www.ahnafmedia.com

نے انہی وجہوں سے اپنے کو مردود سمجھ لیا، پھر بعض نے تو خودکشی کرلی ہے، اور بعض ذکر وعبادت چھوڑ کر گناہ بے دھڑک کرنے لگے، غرضیکہ ان لوگوں نے ایمان کا نقصان کیا یا ایمان کے ساتھ جان کا بھی نقصان کیا، کیونکہ خودکشی کرنے میں جان بھی گئی اور گنہگار بھی ہوئے، یہ تو ایمان اور جان کا نقصان ہے، اور ذکر وعبادت چھوڑنے اور گناہ کرنے میں ثواب سے محروم رہے اور گنہگار ہوئے، یہ ایمان کا نقصان ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جو باتیں غیر اختیاری ہیں ان میں جو باتیں ایسی ہیں کہ اُن کے ہونے کو جی چاہتا ہے ان کا ہونا کبھی درویشی کی راہ چلنے والے کے لئے خرابی کا سبب بھی ہوجاتا ہے، مثلاً اپنے کو کامل سمجھنے لگا اور اس سے اپنے کو اوروں سے اچھا سمجھنے لگا یا کمال کا دعویٰ کرنے لگا یا اس کی وجہ سے بزرگ مشہور ہوگیا اور اس سے نقصان ہوا۔ اسی طرح ان چیزوں کا حاصل نہ ہونا اس کے نفع کا سبب ہوجاتا ہے، مثلاً اپنے کو ناکارہ حقیر سمجھنے لگا۔ اور باتیں غیر اختیاری ایسی ہیں کہ ان کا ہونا آدمی کو ناگوار ہوتا ہے، ان کا ہونا بھی مفید ہوجاتا ہے، مثلاً اس کے برداشت کرنے میں مشقت ہوتی ہے جو ایک طرح کا مجاہدہ ہے، اور تنگی ہوتی ہے، غم ہوتا ہے جس سے دِل کی صفائی ہوجاتی ہے، ایسی جگہوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ" یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کا ہونا تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اور واقع میں اس کا

ہونا تمہارے حق میں بہتر ہوتا ہے، اور بسا اوقات تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو حقیقت میں وہ تمہارے حق میں بُری ہوتی ہے۔ البتہ اگر پسندیدہ باتیں از خود حاصل ہو جائیں تو نعمتِ الٰہی سمجھ کر شکر کرے، جیسا کہ ان چیزوں کے نہ حاصل ہونے کو بھی ایک اعتبار سے جس کا ابھی بیان ہوا ہے نعمت سمجھ کر شکر کرے، خوب سمجھ لو!

نویں ہدایت

در رُسومِ مشائخ

آج کل اکثر درویشوں میں بعض رسمیں رائج ہوگئی ہیں، سو بعض رسمیں تو محض خلافِ شرع ہیں، جیسے قبر کے گرد گھومنا یا قبر کو بوسہ دینا یا اس پر غلاف ڈالنا یا بزرگوں کی منّت ماننا یا اُن سے کچھ مانگنا۔ اور بعض رسمیں خود جائز تھیں مگر اُن کے ساتھ ناجائز باتیں مل کر ناجائز ہوگئی ہیں، جیسے عرس یا گانا سننا یا قل پنج آیت یا مجلس مولود شریف کی کہ عام لوگ اُن باتوں کے منع کرنے یا خود نہ کرنے کو درویشی کے خلاف سمجھتے ہیں، ان رسموں میں جو خرابیاں ہیں ان کو پورے طور سے احقر نے ''اصلاح الرسوم'' و ''حق السماع'' و ''تعلیم الدین'' کے حصہ پنجم و ''حفظ الایمان'' میں لکھ دیا ہے۔ اور بعض اس میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو داخلِ بزرگی سمجھا جاوے اور یہ سمجھا جاوے کہ ان سے اللہ

تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو یہ نہایت بُری بدعت ہے، اور اگر اعتقاد میں کوئی خرابی نہ ہو تب بھی محض دُنیا ہے جیسے عمل پڑھنا اور حلال جانوروں کا گوشت چھوڑ دینا۔ اور بعض رسمیں اچھی ہیں اگر ان میں عقیدے کی خرابی نہ ہو، مثلاً شجرہ پڑھنا کہ اس میں مقبول بندوں کے ناموں کو واسطہ دُعا میں قرار دیا جاتا ہے جس کا جواز حدیثوں سے ثابت ہے، لیکن اگر شجرہ پڑھنے میں یہ سمجھا جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ ہمارے حال پر متوجہ رہیں گے تو بالکل غلط اور بے سند عقیدہ ہے، جس کی ممانعت اس آیت سے ثابت ہے: "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ" یعنی جو بات تجھ کو معلوم نہ ہو اس پر عمل درآمد نہ کر۔ اور مثلاً درویشی کی کتابوں کا دیکھنا، ہاں! اگر کوئی ایسا عالم ہو کہ علم معقول یعنی منطق وغیرہ اور علم منقول یعنی تفسیر، حدیث، فقہ یہ سب اچھی طرح جانتا ہو اور ایسے بزرگوں کا صحبت یافتہ ہو جو علم درویشی کو خوب جانتے ہوں، وہ اگر کتابیں دیکھے تو حرج نہیں، ورنہ ان کا دیکھنا دین و ایمان کو برباد کرنے والا ہے، اس لئے اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جاویں جیسے مثنوی مولانا رُومؒ، دیوانِ حافظؒ یا دُوسرے بزرگوں کے ملفوظ یعنی جو باتیں انہوں نے بیان کیں اور مریدوں نے ان کو جمع کر کے کتاب بنالی جبکہ ان مکتوبات اور ملفوظات میں درویشی کے بھید یا جو کیفیتیں ان بزرگوں میں پیدا ہوئی تھیں ان کا بیان ہو، بلکہ جن کتابوں میں ان بزرگوں کی حکایتیں ہوں ان کو بھی نہ

www.ahnafmedia.com

دیکھے، یہ سب کتابیں عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ چونکہ بعض آدمی مرد ہوں یا عورت، مرید ہوکر بھی اپنی حالت اور عادت دُرست نہیں کرتے اس لئے اس کے بارے میں بھی کچھ ضروری باتیں لکھے دیتا ہوں، باقی پورے طور سے مسئلوں کا بیان دین کی کتابوں میں ہے۔

ہدایتِ دہم

عام مردوں کو نصیحت یعنی جو عالم نہیں

عالموں سے بہت ملتے رہو، اُن سے مسئلے پوچھتے رہو، اگر پڑھے ہوئے ہو تو ''بہشتی زیور'' اور ''بہشتی گوہر'' یا اس کی جگہ ''صفائی معاملات'' اور ''مفتاح الجنۃ'' کو دیکھتے رہو، اور اس پر عمل کرتے رہو، لباس خلافِ شرع مت پہنو، جیسے ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا جیسے کوٹ پتلون یا ریشمی یا زردوزی کا کپڑا یا چار اُنگل سے چوڑی لیس دار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا سچا کامدار جوتا، داڑھی مت کٹاؤ اور نہ اس کو منڈواؤ، البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اس کا اختیار ہے چاہے کاٹ ڈالو، چاہے رہنے دو، جتنی رسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے طریقے کے خلاف پھیلی ہوئی ہیں، سب کو چھوڑ دو۔

رسمیں خواہ دُنیا کے رنگ میں ہوں، خواہ دین کے رنگ میں جیسے مولود، فاتحہ، عرس اور شادی میں ساچق اور برات اور مہمان داری یا

نام کے لئے کھانا پکانا اور کھلانا یا نام کے لئے دینا دلانا، عقیقہ اور ختنہ اور بسم اللہ کے مکتب میں لوگوں کا جمع ہونا یہ سب ترک کردو۔ نہ اپنے گھر کرو، نہ دُوسروں کے یہاں شریک ہو، یا غمی میں تیجا، دسواں، چالیسواں وغیرہ، شبِ برات کا حلوہ یا محرم کو تیوہار منانا، نہ خود کرو اور نہ دُوسروں کے یہاں جاکر ان کاموں میں شریک ہو، میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ، نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا (یعنی پتنگ)، آتش بازی، تصویر دار کھلونے وغیرہ، زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ، جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو، کسی عورت یا لڑکے کی طرف بُری نگاہ سے مت دیکھو، گانا بجانا مت سنو، پیر سے ہر کام کے لئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو بلکہ اس سے دین کی باتیں سیکھو، البتہ دُعا کرانے کا مضائقہ نہیں، ایسا مت سمجھو کہ نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں، یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے اُن سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے، درویشی کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو، تقدیر کے مسئلے میں مت بحث کرو، پیر نے جو بتلادیا وہ کئے جاؤ، رشوت اور سود مت لو، رہن کی آمدنی بھی سود ہے اس سے بھی بچو، اور جتنے لین دین خلافِ شرع ہیں سب سے بچو، خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو، اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں لگا ہو تو اس کے کام میں حرج مت ڈالو، ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس

www.ahnafmedia.com

کا دِل تم کو دیکھ دیکھ کر بٹ جاوے، کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ، جب وہ کام سے چھٹی پاوے اس وقت سامنے جاؤ، ''تعلیم المطالب'' منگاؤ اور دیکھو، ''تعلیم الدین'' کے چار حصے اوّل کے دیکھ لو، اور ''جزاء الاعمال' بھی دیکھ لو۔

عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ، اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو، فال مت کھلواؤ، فاتحہ، نیاز ولیوں کی مت کرو، نہ بزرگوں کی منّت مانو، شبِ برات، محرّم، عرفہ، تبرک کی روٹی، تیرہ تیزی کی گھونگھنیاں کچھ مت کرو، جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور، جیٹھ، خالہ کا یا پھوپھی یا ماموں کا بیٹا، یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ ان سب سے خوب پردہ کرو، خلافِ شرع لباس مت پہنو، جیسے کلیوں دار پائجامہ، یا ایسا کرنا کہ جس میں پیٹ، پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں، یہ سب چھوڑ دو، لمبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو، اور دھیان کر کے سر پر سے مٹ ہٹنے دو، ہاں! اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ یا حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر

www.ahnafmedia.com

کھولنے میں ڈر نہیں، کسی کو جھانک تاک مت دیکھو، بیاہ شادی، مونڈن، چلہ، چھٹی، منگنی، چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ، نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ، کوئی کام نام کے واسطے مت کرو، کوسنے اور طعنے دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ، پانچوں وقت نماز اوّل وقت پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو، رُکوع سجدہ اچھی طرح کرو، ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نہ جائے، اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو، ''بہشتی زیور'' ایک کتاب ہے، اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اس پر چلا کرو، خاوند کی تابعداری کرو، اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو، گانا کبھی مت سنو، اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو، جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دِکھلا لو، اگر وہ صحیح اور معتبر بتلاویں تو خریدو ورنہ مت لو، جہاں رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ، اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

خاص ذکر و شغل کرنے والوں کو نصیحت

اُوپر کی نصیحتیں دیکھ لو، ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو، اس سے دِل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے، اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو، جلدی سے کہنے سننے مت لگو، خاص کر غصّے کی حالت میں بہت سنبھلا

www.ahnafmedia.com

کرو، کبھی اپنے کو صاحبِ کمال مت سمجھو، جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو، جب خوب اطمینان ہوجاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہوجاوے کہ اس میں دین یا دُنیا کی ضرورت یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو، کسی بُرے آدمی کی بھی بُرائی مت کرو، نہ سنو، کسی ایسے درویش پر جس پر کوئی حال درویشی کا غالب ہو اور وہ کوئی بات[1] تمہارے خیال میں دین کے خلاف کرتا ہو اس پر طعن مت کرو، کسی مسلمان کو اگرچہ وہ چھوٹے درجے کا ہو حقیر مت سمجھو، مال وعزّت کی طمع وحرص مت کرو، تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو، اس سے عام لوگ گھیرتے ہیں، جہاں تک ہوسکے ذکر کرنے والوں کے ساتھ رہو، اس سے دِل میں نور اور ہمت وشوق بڑھتا ہے، دُنیا کا کام بہت مت بڑھاؤ اور بے ضرورت اور بے فائدہ لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو تو خوش خلقی سے ملو اور جب کام ہوجاوے تو ان سے الگ ہوجاؤ، خاص کر جان پہچان والوں سے بہت بچو، یا تو اللہ والوں کی صحبت ڈھونڈو یا ایسے معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو، ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے، اگر تمہارے دِل میں کوئی کیفیت پیدا ہو یا کوئی علم عجیب آوے تو اپنے پیر کو اطلاع کرو، پیر سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو، ذکر میں جو اثر پیدا ہو سوائے اپنے پیر کے کسی سے مت کہو، اگر درویشی کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو

(۱) اس کے کہ وہ سب باتیں دین کے موافق کرتا ہو۔

www.ahnafmedia.com

پہلے ''تعلیم الدین'' کا حصہ پنجم اور ''کلید مثنوی'' دیکھو، بشرطیکہ تم علم معقول ومنقول دونوں خوب جانتے ہو، بات کو بنایا مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہوجاوے فوراً اقرار کرلو، ہر حالت میں اللہ پر بھروسا رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کیا کرو، والسلام فقط

تمام شد خلاصہ قصد السبیل

بندہ محمد شفیع

جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ

www.ahnafmedia.com